قرآنی رسم الخط یعنی رسم عثمانی

RASM

قرآن مجید کا رسم الخط توقیفی اور سماعی ہے۔

INTRO & BASIC THEORY

دونوں طرح پڑھا جا سکے۔ اگر عہد عثمانی میں قرآن یوں لکھا جاتا کہ ایک قراءت اس میں پڑھی جا سکتی اور دوسری ساقط ہو جاتی تو یہ بذات خود جائز بھی نہ تھا اور اس سے قرأت کا جھگڑا کبھی ختم نہ ہوتا جس نے حضرت عثمان کو جمع قرآن پر مجبور کیا بلکہ وہ مزید گہرا ہو جاتا۔

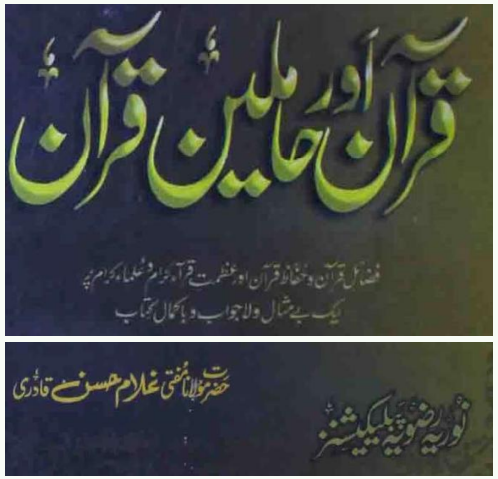
قرآن اور حاملین قرآن
فضائل قرآن و حفاظ قرآن اور عظمت قرآء و فضلاء کرام پر
ایک بے مثال و لاجواب و باکمال کتاب
حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری
نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

توقیفی انداز کتابت

اسی لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کا انداز کتابت توقیفی ہے اور عام عربی رسم الخط سے ہٹ کر ہے مثلاً قرآن میں عموماً ''الصالحات'' کو یوں لکھا جاتا ہے ''الصّٰلِحٰتِ''، ''یُحیِیْ'' کو یوں لکھا جاتا ہے ''یحیٖ'' اور کئی جگہ تاء وحدت کو لمبی لکھا گیا ہے جیسے ''فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ'' (آل عمران:۶۱) عام عربی رسم الخط ''لَعْنَةَ اللّٰهِ'' گول تاء کے ساتھ ہے اور ہمارے لئے جائز نہیں کہ قرآن کو رسم عثمانی سے ہٹ کر عام رسم کے مطابق لکھا جائے کیونکہ رسم عثمانی حقیقتاً رسم محمدی ﷺ ہے اور رسم عثمانی علوم قرآن میں سے ایک مستقل علم ہے جس میں پورے قرآن کے اندر جہاں جہاں عام عربی رسم الخط سے قرآن کا اختلاف ہے اسے تفصیلاً بتایا جاتا ہے۔ (۳) رسم عثمانی میں نقطے اور حرکات نہیں ڈالی گئی تھیں تاکہ تمام قراءات سبعہ اس میں شامل ہو جائیں اور کوئی قراءت اس سے خارج نہ ہو مثلاً دو قراءت ہیں ''مالك يوم الدين'' اور ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' تو اسے یوں لکھا گیا ''ملك'' بعد میں ''مالك'' پڑھنے والوں نے میم پر کھڑی زبر ڈال دی اور ''مَلِكِ'' پڑھنے والوں نے سادہ زبر ایسے ہی ایک جگہ ایک قراءت سے ''كَيْفَ نُنْشِزُهَا'' (بقرہ:۲۵۹) دوسری قراءت ''كيف نَنْشُرُهَا'' ہے نشور سے تو اسے نقطوں کے بغیر یوں لکھا گیا ''سرها'' تاکہ اسے

کیا ہے کہ زیاد ابی سفیان نے ابوالاسود کو یہ کام سونپا (الاغانی جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰۶' اخبار ابی الاسود) کچھ کہتے ہیں کہ امام ابن سیدین نے اپنے مصحف پر سب سے اول امام یحییٰ بن یعمر سے نقطے لگوائے یہ یحییٰ یعمر مشہور تابعی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ (کتاب النقط للامام ابی عمر صفحہ ۱۲۵ البرہان فی علوم القرآن جلد اول صفحہ ۳۴۹)

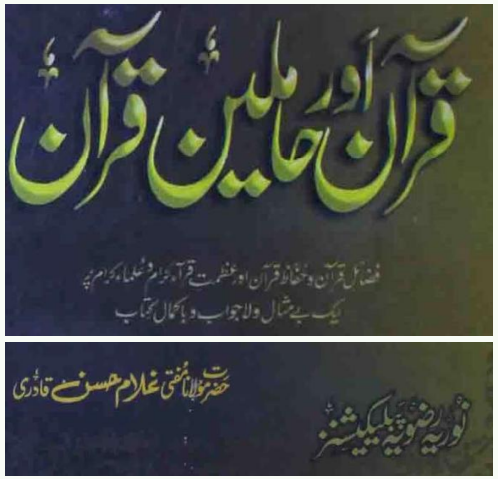
قرآن اور حاملین قرآن
فضائل قرآن و حفاظ قرآن اور عظمت قرآء و فضلاء کرام پر
ایک بے مثال و لاجواب و باکمال کتاب
حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری
نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

اعراب اور نقطے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم میں نقطے اور زیریں زبریں اس لئے نہیں ڈالی تھیں کہ آپ قراءت سبعہ کو اپنی رسم میں شامل کرنا چاہتے تھے اگر نقطے ڈالے جاتے تو وہ قراءت ساقط ہو جاتیں جن میں نقطوں کا اختلاف ہے جیسے ''نُنْشِزُهَا'' اور ''نَنْشُرُهَا'' اور ''اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ'' میں دوسری قراءت ''تبغون'' ہے اور اگر اعراب ڈالے جاتے تو وہ قراءت رہ جاتیں جن میں اعرابی اختلاف ہے جیسے ''مِّنْ اَنْفُسِكُمْ'' اور ''من انفسکم'' وغیرہ اور یوں بھی اس زمانہ میں اہل عرب کے لئے اعراب اور نقطوں کے بغیر عربی عبارت پڑھنا کچھ مشکل نہ تھا وہ بلا تکلف پڑھ لیتے تھے۔ البتہ جو نسخے دور عثمانی میں بلاد عجم میں بھیجے گئے ان کے ساتھ قاری بھیجے گئے جو لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے اس طرح اس دور میں مشکل نہ رہی مگر بعد میں بلاد عجم کے لئے نقطوں اور اعراب کی ضرورت شدت سے محسوس ہونے لگی کیونکہ اتنے قراء دستیاب نہ تھے جو ایک ایک آدمی کو نقطوں کے بغیر پڑھا سکیں ایک اور سبب بھی تھا جس نے نقطے اور اعراب ڈالنا ضروری قرار دیا۔ وہ یہ کہ بعض ملحدین و بے دین لوگوں نے اعراب کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر لفظی معنوی تحریف کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی چنانچہ ''اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ؕ'' (بیشک اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے) میں بعض لوگ یوں پڑھنے لگے ''ورسولہ'' انہوں نے اس کو ''اَلْمُشْرِكِيْنَ'' پر عطف کیا اس طرح معنی یہ بن گیا اللہ مشرکوں اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہے۔ ایسی ہی دیگر تحریفات بھی ہونے لگیں تب نقطے اور اعراب ڈالنے کی ضرورت کا شدت سے احساس ہوا چنانچہ یہ کام کیا گیا مگر سب سے قبل کس نے یہ کام کیا اس بارے میں شدید اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوالاسود دؤلی کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا (قرطبی مقدمہ جلد اول صفحہ ۶۲) اور ابو اصفہانی نے اپنی کتاب الاغانی میں یوں روایت

قرآن پاک کی حفاظت

برکت ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ حیرت یہ ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ محفوظ اس کے پڑھنے کے طریقے۔ یعنی قرأت (تجوید) محفوظ کہ س، ص، ت، ط، ک، ق، د، ذ، ز، ض، ظ، مدّ، شدّ وغیرہ کس طرح ادا کئے جائیں۔ طریقہ تحریر بھی محفوظ ہے۔ یعنی جس طرح کہ صاحب قرآن صلے اللہ علیہ وسلم سے تحریر منقول ہے۔ اس کے خلاف قرآن پاک نہیں لکھ سکتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ۔ کا سین لمبا اور میم گول لکھا جاتا ہے کسی قرآن پاک میں سین چھوٹا کر کے نہ لکھا جائے۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْق لکھنے میں اَلْاِسْمُ آتا ہے جیسا کلمات نحوی میں الاسم آتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کو عربی خط میں لکھا جائے، اردو خط یا نستعلیق میں نہ لکھا جائے۔ بعض بعض کلمات نحوی قاعدے کے خلاف معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ پڑھے ویسے ہی جاتے ہیں جیسے کہ ثابت ہو چکے۔ مثلاً عَلَيْهُ اللّٰه ۔ مَا اَنْسٰنِيْهُ لِنَسْفَعًا وغیرہ ان چیزوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ سبحان اللہ! قرآن پاک ایسا محفوظ ہے کہ اس کے صفات تک محفوظ۔ اگر کوئی منصف

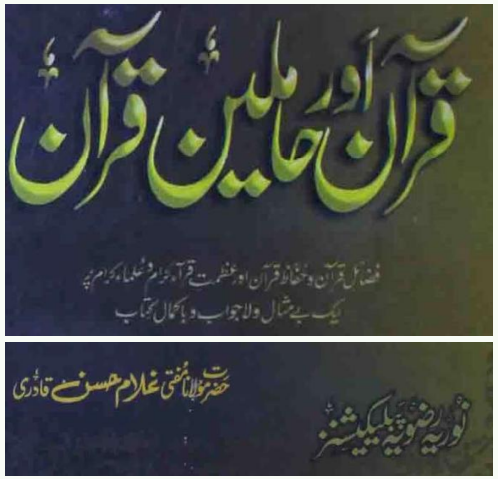
قرآن اور حاملین قرآن
فضائل قرآن و حفاظ قرآن اور عظمت قرآء و فضلاء کرام پر
ایک بے مثال و لاجواب و باکمال کتاب
حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری
نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذي أنزل القرآن ، و ضمن لحفظه من التغيير و التبديل و أحداث الزمان. و الصلاة و السلام على حبيبه سيد الأكوان، الذي أنزل عليه الفرقان، وهو ذكر و حكمة و لكل شيء تبيان، وعلىٰ اله وصحبه وأتباعه وأتباعهم الذين تعلموا وعلّموا و بلّغوا كتاب الله العزيز الرحمن .

کتابت اور رسم قرآنی کی حفاظت

خط کی ابتدا: -خطّ و تحریر کی ابتدا سے متعلق ابن فارس نے فقہ اللغۃ میں تفصیلی گفتگو کی ہے اور امام سیوطی نے **المُزہِر** میں اسے نقل کرتے ہوئے بہت کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ اتقان میں انھوں نے مختصر کلام کیا ہے۔ اسی کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

ابن اَشتہ نے کتاب المصاحف میں اپنی سند کے ساتھ کعب احبار سے روایت کی ہے کہ عربی، سریانی اور دوسرے سارے خطوط حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین سو سال پہلے وضع کیے۔ انھیں مٹی میں لکھا، پھر اسے پکا دیا۔ جب زمین غرق ہوئی، اس کے بعد لوگ زمین پر آئے تو ہر قوم نے اپنی تحریر پائی، اور اسی میں لکھنے لگے۔ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم نے خط عرب پایا۔

پھر ابن اَشتہ نے بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خط عربی وضع کیا۔ انھوں نے ہر تحریر کو اس کے تلفظ اور نطق پر وضع کیا۔ پھر ان سب کو موصول کی طرح ایک تحریر بنا دیا۔ پھر اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

یعنی اس تحریر میں انھوں نے سب کلمات باہم ملا دیے، حروف کے درمیان جدائی نہ رکھی مثلاً اس طرح: **بِسْمِلّٰہِرَّحْمٰنِرَّحِیْمِہ** ــــ پھر ان کی اولاد میں سے **ھُمَیْسَع** اور **قَیْذَر** نے کلمات کو فصل کے ساتھ لکھا۔

پھر ابن اَشتہ نے بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سب سے پہلی کتاب "ابوجاد" نازل فرمائی۔

ابن فارس نے کہا ہم اسی کے قائل ہیں کہ خط، امر توقیفی ہے، اس لیے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۝ اس نے قلم کی تعلیم دی، انسان کو وہ سکھایا جس کا اسے علم نہ تھا۔ اور فرمایا: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۝ قسم ہے قلم کی اور تحریروں کی۔ اور یہ حروف ان اسما میں داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے۔

ابتدائے تحریر سے متعلق اتقان میں یہ اجمالی کلام ہے۔

رسم قرآنی: -خاص رسم قرآنی سے متعلق لکھتے ہیں کہ: اس بارے میں متقدمین و متاخرین میں سے

بہت سے لوگوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں انہی میں سے امام ابو عمرو (عثمان بن سعید) دانی۔ متوفی ۴۴۴ھ بھی ہیں۔

قرآن کریم میں جو کلمات عام اصولِ کتابت کے خلاف مرسوم ہیں ان کی توجیہ میں ابوالعباس احمد بن محمد بن عثمان اَزدی مرسی معروف بہ "ابن البنّاء" متوفی ۷۲۱ھ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "عُنْوَانُ الدَّلِيْلِ فِي مَرْسُوْمِ خَطِّ التَّنْزِيْلِ"۔ اس میں بیان کیا ہے کہ تحریر میں ان حروف کا حال ان کلمات کے معانی کے اختلافِ حال کے لحاظ سے ہے۔

امام دانی "المُقْنِع" میں اشہب سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا قرآن کو اس ہجا پر لکھا جائے جو آج لوگوں نے ایجاد کی ہے؟ فرمایا نہیں، پہلی ہی تحریر پر لکھا جائے۔ امام دانی فرماتے ہیں: اس بارے میں علماے امت میں سے کوئی بھی امام مالک کے خلاف نہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ امام مالک سے قرآن کے حروف واو، الف سے متعلق سوال ہوا کہ آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا مصحف میں اس طرح جو ملے اسے بدل دیا جائے؟ فرمایا: نہیں۔

امام دانی فرماتے ہیں: یعنی وہ واو اور الف جو رسم میں زائد ہوتے ہیں اور تلفظ میں نہیں آتے — جیسے "اولو" کا پہلا واو۔

امام احمد فرماتے ہیں: واو، یا، الف یا اور کسی حرف میں مصحف امام کی مخالفت حرام ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص مصحف لکھے تو اسے اُس ہجا کی پابندی کرنی چاہیے جس پر صحابہ نے یہ مصاحف لکھے۔ اس میں ان کی مخالفت نہ کرے۔ نہ ان کی تحریر میں کوئی تبدیلی لائے۔ اس لیے کہ وہ علم میں ہم سے فائق، دل اور زبان میں ہم سے زیادہ صادق، اور امانت میں ہم سے عظیم تر تھے۔ اپنے بارے میں یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم اُن پر کوئی استدراک کر سکیں گے۔ (الإتقان فی علوم القرآن ج۴، ص۱۴۵تا۱۴۷ - نوع ۷۶ -مرسوم الخط و آداب کتابته)

امام ابو عمرو دانی لکھتے ہیں: اکثر علما اس پر ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مصحف لکھایا تو اس کے چار نسخے بنوائے اور ہر خطے میں ایک ایک نسخہ بھیجا۔ ایک کوفہ، ایک بصرہ، ایک شام اور ایک اپنے پاس رکھا۔

اور کہا گیا کہ سات نسخے تیار کرائے ایک مکہ، ایک یمن، اور ایک بحرین بھی بھیجا۔ مگر قول اول اصح ہے اور علما اسی پر ہیں۔ (المقنع ص۱۹)

المقنع کے آخر میں امام ابو عمرو دانی نے رسم قرآنی سے متعلق کچھ شکوک و شبہات ذکر کر کے ان کے تشفی بخش جوابات بھی رقم کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۱۸ تا ۱۲۵- المقنع فی رسم مصاحف الامصار مع کتاب النقط - بہ تحقیق محمد صادق قمحاوی - اشاعت: مکتبہ الکلیات الأزہریہ - قاہرہ - تاریخ اشاعت درج نہیں)

اب آگے **کتابتِ قرآن اور رسم قرآنی** کے تفصیلی مباحث تحریر کیے جاتے ہیں۔

رسم خط قرآنی: قرآنِ کریم کو اس رسم کے مطابق لکھنا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بربنائے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہے اور متقدمین سے منقول ہے۔

اس رسم خط کی پیروی ائمۂ اربعہ کے نزدیک واجب ہے۔

موضوع: نقوش قرآنی۔

غایت: قرآن کریم کی رسم و قراءت کی صحت۔

اس رسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) **رسم قیاسی** (۲) **رسم غیر قیاسی**۔

رسم قیاسی: وہ جس میں مرسوم مطابقِ ملفوظ ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) **رسم قیاسی مطلق** (۲) **رسم قیاسی مقید**۔

رسم قیاسی مطلق: وہ جس میں مرسوم مطابقِ ملفوظ بالاتفاق ہو۔ جیسے مٰلِكِ النَّاسِ۝۔

رسم قیاسی مقید: وہ جس میں مرسوم کسی خاص قراءت کے لحاظ سے مطابقِ ملفوظ ہو۔ جیسے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۝، بقراءت حذف الف۔

❁ اگرچہ یہ رسم قیاسی کی قسم ہے لیکن رسم غیر قیاسی کے حکم میں ہے، کیوں کہ ایسی رسم کسی نہ کسی قراءت میں مقرُو کے مخالف ہو گی۔

رسم غیر قیاسی: وہ جس میں مرسوم، مقرُو کے موافق نہ ہو، یا اصل کے موافق نہ ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) **ابدال**: ملفوظ کی جگہ دوسرا حرف لکھنا۔ جیسے: صَلٰوۃ (الف کی جگہ واو ہے)

(۲) **حذف**: کسی حرفِ مقرو کو نہ لکھنا۔ جیسے: سَلٰمٌ، غُلٰمٌ (الف محذوف ہے)

(۳) **اثبات**: کسی حرف غیر مقرو کو لکھنا۔ جیسے: بِاَیْیدٍ (دال سے پہلے دو یا کے ساتھ)

(۴) **وصل**: دو کلموں کو ملا کر لکھنا۔ جیسے: بِئْسَمَا۔ اسے **موصول** کہتے ہیں۔

(۵) **قطع**: ملا کر لکھے جانے والے حرف کو الگ الگ لکھنا۔ جیسے: مَا لِ هٰذَا الرَّسُوْلِ۔ اسے **مقطوع** کہتے ہیں۔

رسم غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں: (۱) **رسم اصطلاحی** (۲) **رسم احتمالی**۔

رسم اصطلاحی: یہ کہ مرسوم اختلاف قراءت کے احتمال کے بغیر ملفوظ کے بر خلاف ہو جیسے: لَاۡ اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۝۔

رسم احتمالی: وہ رسم جو مختلف قراءتوں پر مشتمل اور ان کی محتمل ہو۔ جیسے: ابرھم ــ سورۂ بقرہ کے اندر یہ اسم جہاں بھی آیا ہے اس میں دو قراءتیں ہیں: اِبْراھام (ابن عامر بخلفٍ عن ابن ذکوان) ابراھیم (باقی قرّا) رسم بالا میں دونوں قراءتوں کی گنجائش ہے: اِبْرٰھم ۔ اِبْرٰھم۔

پہلی فصل

رسم خط کی تعریف وغیرہ کا بیان

تعریف:

رسم خط قرآنی کی تعریف یہ ہے کہ کلام پاک کو اس رسم کے موافق لکھنا جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بنا بر اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ثابت اور متقدمین سے منقول ہے اسی وجہ سے اس رسم خط کی اتباع ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے نزدیک ضروری ہے۔

موضوع:

موضوع اس کا نقوش قرآنی ہے۔

غایت:

غایت اس کی صحت رسم وقرآءت قرآن ہے۔

اقسام:

اس رسم کی دو قسمیں ہیں: (اول) رسم قیاسی یعنی مرسوم مطابق ملفوظ کے ہو اس رسم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) رسم قیاسی مطلق: یعنی مرسوم مطابق ملفوظ کے بالاتفاق ہو جیسے مَلِكِ النَّاسِ۔

(۲) رسم قیاسی مقید: یعنی مرسوم کسی خاص قرآءت میں مطابق ملفوظ کے ہو جیسے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بقرآءت حذف الف۔ اگرچہ یہ رسم قیاسی کی قسم ہے لیکن حکم میں رسم غیر قیاسی کے ہے کیونکہ ایسی رسم کسی نہ کسی قرأت میں مخالف مقروٗ کے ہوگی اور رسم قیاسی مطلق محتاج کی بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں کیونکہ یہ رسم عمل اور اصل کے موافق ہے مگر جہاں خلاف اصل کا کسی وجہ سے وہم اور احتمال

ہوگا وہاں اصل کی تصریح کی جائے گی۔

(دوم) رسم غیر قیاسی: یعنی مرسوم موافق مقروٗ کے نہ ہو یا موافق اصل کے نہ ہو اس کی چند صورتیں ہیں:

(اول) ابدال یعنی ملفوظ حرف کی جگہ دوسرا حرف مرسوم ہو جیسے صَلٰوةٌ

(دوم) حذف یعنی کسی حرف مقروٗ کو نہ لکھنا جیسے سَلٰمٌ وغیرہ

(سوم) اثبات یعنی کسی حرف غیر مقروٗ کو لکھنا جیسے بِاَيْيدٍ وغیرہ

(چہارم) وصل یعنی دو کلموں کو ملا کر لکھنا جیسے بِئْسَمَا وغیرہ اس کو موصول کہتے ہیں اور اگر ملا ہوا نہ لکھا ہو تو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔

اس رسم غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں:

(اول) رسم اصطلاحی یعنی مرسوم مخالف ملفوظ کے ہو بلا احتمال اختلاف قرآءت کے جیسے لَاۤ اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ

(دوم) رسم احتمالی یعنی وہ رسم جو قرآءت مختلفہ کو مشتمل اور محتمل ہو جیسے يَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ کہ رسماً یہ دونوں ایک ہیں کیونکہ اصل رسم عثمانی غیر منقوط اور غیر معرب ہے لہٰذا یہ رسم قرآءات مختلفہ صیغہ غائب اور خطاب دونوں کو شامل ہے۔

قرآنی رسم الخط یعنی رسم عثمانی

خلیفۂ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اِجماع سے قرآن مجید کے جو متعدد نسخے لکھوا کر بڑے بڑے اِسلامی شہروں میں بھیجے تھے، وہ مصاحف قرآن جس طریقے پر لکھے گئے تھے اس کو علماے عظام اور قراے کرام کی اصطلاح میں قرآن کا رسم الخط ؛ نیز رسم عثمانی بھی کہا جاتا ہے۔اس باب میں رسم الخط سے یہی مراد ہے۔ 160

یہاں میں اس بات کی وضاحت بھی کرتا چلوں کہ رسمِ عثمانی کی جو نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے وہ بنیادی طور پر مجازاً ہے؛ ورنہ درحقیقت قرآنِ مجید کا رسم، جسے صحتِ قراءت کے لیے ایک لازمی شرط قرار دیا گیا ہے، یہ بنیادی طور پر وہ طریقۂ کتابت ہے جو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو خود اِملا کروایا تھا۔اس کے بعد وہ صحابہ کے پاس متعدد صورتوں میں موجود رہا۔ 160

یہی وجہ ہے کہ علم الرسم کی جمیع کتب میں رسم عثمانی کی تعریف میں ماہرین فن نے بالاتفاق وضاحت کی ہے کہ عثمانی رسم الخط کے معنی یہ ہیں کہ قرآنی کلمات کو حذف وزیادت اور وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر دورِ عثمانی میں صحابۂ کرام کا اِجماع ہو چکا ہے اور جو تواتر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ 160

علم رسم کے لیے بنیادی طور پر خط اور رسم الخط کے مابین فرق سمجھنا ضروری ہے۔چنانچہ ''خط'' کہتے ہیں: کسی کلمہ کو حروف ہجا کی ترکیب سے بہ رعایت وقف وابتدا، مطابق تلفظ کے لکھنا۔جب کہ ''رسم'' کلمہ کو حروف ہجا کی ترکیب سے رسم عثمانی کے موافق لکھنے کو کہتے ہیں۔ 162

خط اور رسم الخط کی تعریف سے معلوم ہو گیا کہ رسم خط میں مصحف سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع اصل ہے۔اس لیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کی کتابت میں اس کا اہتمام بلیغ فرمایا ہے کہ کلام اللہ کا جو کلمہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق جیسا لکھا گیا ہے اس کو ویسا ہی لکھا جائے کیوں کہ لوحِ محفوظ سے بہ واسطۂ جبرئیل امین اسی انداز پر لکھنا آپ ﷺ تک پہنچا تھا، اس میں کسی کے اجتہاد وعقل کو کوئی دخل نہیں۔یہی وجہ ہوئی کہ ائمہ امت نے رسم عثمانی کے خلاف قرآن کریم لکھنے کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔ 163 164

فائدہ: جس طرح حروف مقطعات وآیات متشابہات کی صحیح مراد کے نامعلوم ہونے کے باوصف ہم اُسے تسلیم کرتے، پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، اور اس میں کسی طرح کے تغیر وتبدل کو جائز نہیں رکھتے بلکہ تا حد امکان اس کی توجیہ وتاویل کرتے ہیں، اسی طرح یہ رسم خطِ قرآن بھی اسرار الٰہیہ میں کا ایک سر ہے، اس کی باریکیاں عقل کی کسوٹی پر نہ اُترنے کے باوجود بھی اسے بلا چون وچرا تسلیم کر لینا چاہیے، اور اس کے درست ہونے پر ایمان رکھنا چاہیے۔قرآن مجید کا یہ رسم الخط توقیفی اور سماعی ہے۔نبی کریم ﷺ سے مسموع، آپ کے امر واملا سے ثابت ومنقول اور لوحِ محفوظ کی ہیئت کتابت اور رسم الخط کے مطابق منزل من اللہ ہے، اس کے اندر کسی قیاس اور کسی کے رائے کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔

164

!!! برکات الترتیل !!!

قرآنی رسم الخط یعنی رسم عثمانی

عثمانی رسم الخط کے معنی یہ ہیں کہ قرآنی کلمات کو حذف وزیادت اور وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر دورِ عثمانی میں صحابۂ کرام کا اِجماع ہو چکا ہے اور جو تواتر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔

فائدہ: جس طرح حروف مقطعات وآیات متشابہات کی صحیح مراد کے نامعلوم ہونے کے باوصف ہم اُسے تسلیم کرتے، پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، اور اس میں کسی طرح کے تغیر وتبدل کو جائز نہیں رکھتے بلکہ تا حد امکان اس کی توجیہ وتاویل کرتے ہیں، اسی طرح یہ رسم خطِ قرآن بھی اسرار الٰہیہ میں کا ایک سِر ہے، اس کی باریکیاں عقل کی کسوٹی پر نہ اُترنے کے باوجود بھی اسے بلا چون وچرا تسلیم کر لینا چاہیے، اور اس کے درست ہونے پر ایمان رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید کا یہ رسم الخط توقیفی اور سماعی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے مسموع، آپ کے امر واملا سے ثابت ومنقول اور لوحِ محفوظ کی ہیئت کتابت اور رسم الخط کے مطابق منزل من اللہ ہے، اس کے اندر کسی قیاس اور کسی کے رائے کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔

رسم قرآنی کی دو قسمیں ہیں : (۱) رسم قیاسی (۲) رسم غیر قیاسی

رسم قیاسی : یعنی لفظ کا رسم تلفظ کے مطابق ہو جیسے مَلِکِ النَّاسِ وغیرہ۔

رسم غیر قیاسی : یعنی مرسوم مطابق تلفظ کے نہ ہو یا خلاف اصل ہو۔

خلافِ اصل کی بھی دو صورتیں ہیں: پہلا خلاف عقل مرسوم ہو جیسے اَفَائِنْ مَّاتَ وغیرہ کہ ایک یا زائد ہے۔ دوسرے خلاف قاعدہ مرسوم ہو جیسے بِئْسَمَا پھر خلافِ مقرو کی بھی دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ مرسوم حرف پڑھنے میں نہ آئے جیسے لَا اَنْتُمْ وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ حرف مرسوم نہ ہو مگر پڑھا جائے جیسے دَاوٗد وغیرہ۔

رسم غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں : (۱) رسم اِصطلاحی (۲) رسم اِحتمالی

رسم اصطلاحی : یعنی جس کلمہ میں دوسری قراءت نہ پائی جا سکے جیسے لَاَاذْبَحَنَّهٗ وغیرہ کہ اس کلمہ میں لام کے بعد الف بالاتفاق نہیں پڑھا جائے گا۔

رسم احتمالی : یعنی جس کلمہ میں دوسری قراءت کے پائے جانے کا احتمال ہو جیسے کہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وغیرہ۔

رسم قیاسی کی دو قسمیں ہیں: (۱) قیاسی مطلق (۲) قیاسی مقید۔

قیاسی مطلق : یعنی مرسوم بالاتفاق مقرو کے مطابق یا اصل کے موافق ہو جیسے مَلِکِ النَّاس وغیرہ۔

قیاسی مقید : یعنی مرسوم کسی خاص قراءت میں ملفوظ کے موافق ہو جیسے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وغیرہ بحذف الف۔

فائدہ : رسم غیر قیاسی کی واقع ہونے کے اعتبار سے چار صورتیں ہیں: (۱) وصل (۲) ابدال (۳) حذف (۴) اثبات۔

!!! برکاتُ الترتیل !!!

وصل : یعنی دو کلموں کو ملا کر لکھنا جیسے بِئْسَمَا وغیرہ۔ اور اگر دو کلمے الگ الگ ہوں تو اس کو مقطوع کہیں گے جیسے اِنَّ مَا وغیرہ۔ پس جن دو کلموں کو ملا کر لکھا جائے تو ان میں پہلے کلمہ پر وقف ہرگز جائز نہیں بلکہ عند الضرورت دوسرے کلمہ پر وقف کیا جائے گا، اس کو وقف علی الوصل کہتے ہیں۔

ابدال : یعنی ملفوظ حرف کی جگہ دوسرا حرف مرسوم ہو جیسے اَلرِّبٰوی ، فَسَوّٰی وغیرہ ایسے کلمات پر وقف ہو تو اس کو وقف علی الابدال کہیں گے، اس صورت میں وقف مخالف رسم ہوگا۔

حذف : یعنی کسی حرفِ مقرو کو نہ لکھنا جیسے سَلٰم وغیرہ۔ یہ تین طرح پر واقع ہوگا۔ اول یہ کہ الف حذف ہو جیسے بٰلِغ وغیرہ۔ دوم یہ کہ واؤ حذف ہو جیسے تَلُوْ وغیرہ۔ سوم یہ کہ یا حذف ہو جیسے یَسْتَحْیٖ وغیرہ۔

اثبات : یعنی کسی حرف غیر مقرو کو لکھنا اس کی دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ اثبات الف ہو جیسے لٰکِنَّا ، اَلظُّنُوْنَا ، اَلرَّسُوْلَا، اَلسَّبِیْلَا، سَلَاسِلَا، قَوَارِیْرَا، ان کلمات مذکورہ پر وقف موافق رسم اور اثبات الف کے ساتھ ہوگا اس کو وقف بالاثبات کہیں گے۔ دوم اثبات یا جیسے بِلِقَائِ رَبِّهِمْ وغیرہ۔ ثَمُوْدَا، نَبْلُوَا، نَدْعُوَا وغیرہ کے مثل جو الف کہ قراءۃً ثابت نہ ہوں، اسی طرح تِلْقَای اور بِلِقَایِ رَبِّهِمْ وغیرہ کے کلمات کہ الف و یا کسی بھی صورت میں ثابت نہیں، لہٰذا ان مذکورہ جگہوں پر وقف بالحذف ہوگا اور مخالف رسم ہوگا۔

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

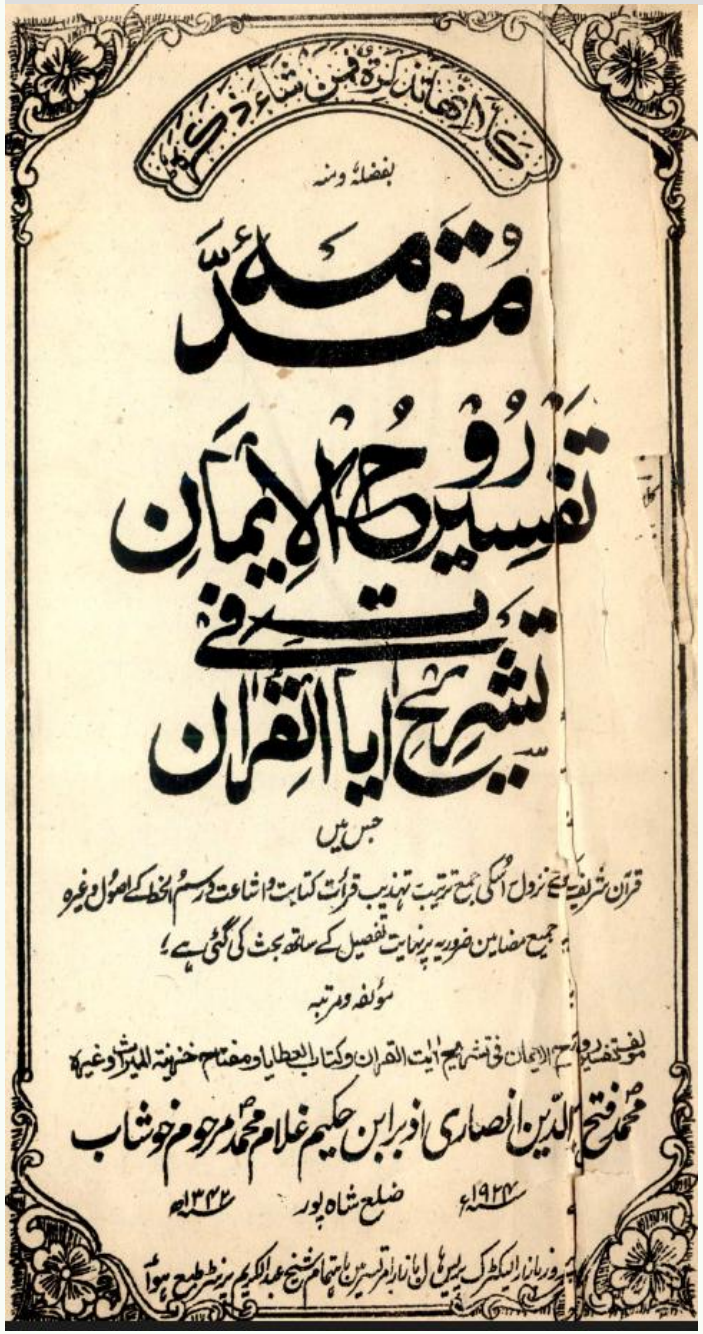

بفضلہٖ ومنہ

مقدمہ تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن

جس میں

قرآن شریف کے نزول اسکی جمع ترتیب تہذیب قرأت کتابت اشاعت رسم الخط کے اصول وغیرہ

جمیع مضامین ضروریہ پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے

مؤلفہ ومرتبہ

مؤلف تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن وکتاب العطایا ومفتاح خزینۃ المیراث وغیرہ

محمد فتح الدین انصاری ابن حکیم غلام محمد مرحوم خوشاب

سنہ ۱۹۲۴ء ضلع شاہ پور سنہ ۱۳۴۲ھ

زیور پریس انڈسٹریل ایریا لاہور میں طبع ہوا

مصحف امام کی رسم الخط میں مندرجہ ذیل چھ اصول قابل غور ہیں۔

(۱) حذف (۲) زیادتی (۳) ہمزہ لانا (۴) بدل ڈالنا (۵) وصل کرنا اور فصل ڈالنا (۶) وہ لفظ جس میں دو قرأتیں آئی ہیں۔ مگر ایک لکھی گئی ہے۔

Muqaddima Tafseer Rooh Ul Iman Fi Tashree Ayat ...

Oct 23, 2015 — **Muqaddima Tafseer Rooh Ul Iman Fi Tashree Ayat Ul Quran** By Maulana Muhammad Fateh Din Azbar. by: Muhammad Tariq Lahori.

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

حذف

یَھْدِیْنِ وغیرہ سے بھی۔

حرف واؤ کا حذف واؤ۔ دوسری واؤ کے ساتھ مثل مقامات ذیل میں حذف ہوئی ہے۔ لَایَسْتَوٗنَ ۔ فَاْدُوْ۔ یَوْسَا وغیرہ۔

حرف لام کا حذف ۔ لام مدغم اپنے مثل میں ۔ مثل الذی ۔ اَلَّھُوَ۔ اَلَّغْوَ۔

اصل اوّل حذف

الف مندرجہ ذیل مقامات سے اکثر حذف ہوتا ہے:۔

(۱) ۔یا حرف ندا سے ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ ۔ یٰاٰدَمُ ۔ یٰعِبَادِیْ ۔ یٰمُوْسٰی۔

(۲) ۔ھائے تنبیہ سے ۔ مثل ھٰٓؤُلَآءِ ۔ ھَاَنْتُمْ۔

(۳) ۔ نا ضمیر متکلم سے بمعیت ضمیر دوم ۔ اَنْجَیْنٰکُمْ ۔ حَشَرْنٰھُمْ ۔ حَفَفْنٰھُمَا اَنْزَلْنٰہُ۔

(۴) حرف لام کے بعد واقعہ ہونے والا ۔ لٰکِنْ ۔ اُولٰٓئِکَ ۔ خِلٰفَ ۔ سَلٰمٌ اِیْلٰفِ ۔

(۵) دو لاموں کے درمیان واقعہ ہونے والا ۔ خِلٰلَہٗ ۔ خِلٰلَ الدِّیَارِ۔

(۶) تین حرف سے زائد حرف والے علم میں واقع ہونے والا ۔ اِبْرٰھِیْمَ ۔ اِسْمٰعِیْلَ اِسْحٰقَ ۔ مِیْکٰلَ ۔ رَحْمٰنَ ۔ گرجالوت ۔ ھامان ۔ ھاروت وماروت یاجوج ماجوج بھی آئے ہیں۔

اور واؤ میں سے اسلئے حذف نہیں ہوا ۔ کہ اس کا واؤ حذف ہو چکا ہے اور اسرائیل میں سے یٰ حذف ہوا ہے۔

حرف یٰ کا حذف ۔ یہ حرف اکثر ایسے اسم منقوص سے حذف ہوتا ہے۔ جو کہ مُنَوَّنْ ہو۔ رفعاً یا جرّاً ۔ مثل باغٍ ۔ عادٍ ۔ اِقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ۔

اور اکثر جگہ الطیعون ۔ خافون ۔ ارھبون ۔ اُعْبُدُوْنِ سے بھی حذف ہوا ہے۔ ایسے ہی اخشونِ ۔ کِیْدُوْنِ ۔ کذّبونِ ۔ وَعِیْدِ ۔ بالوادِ ۔

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

اثبات

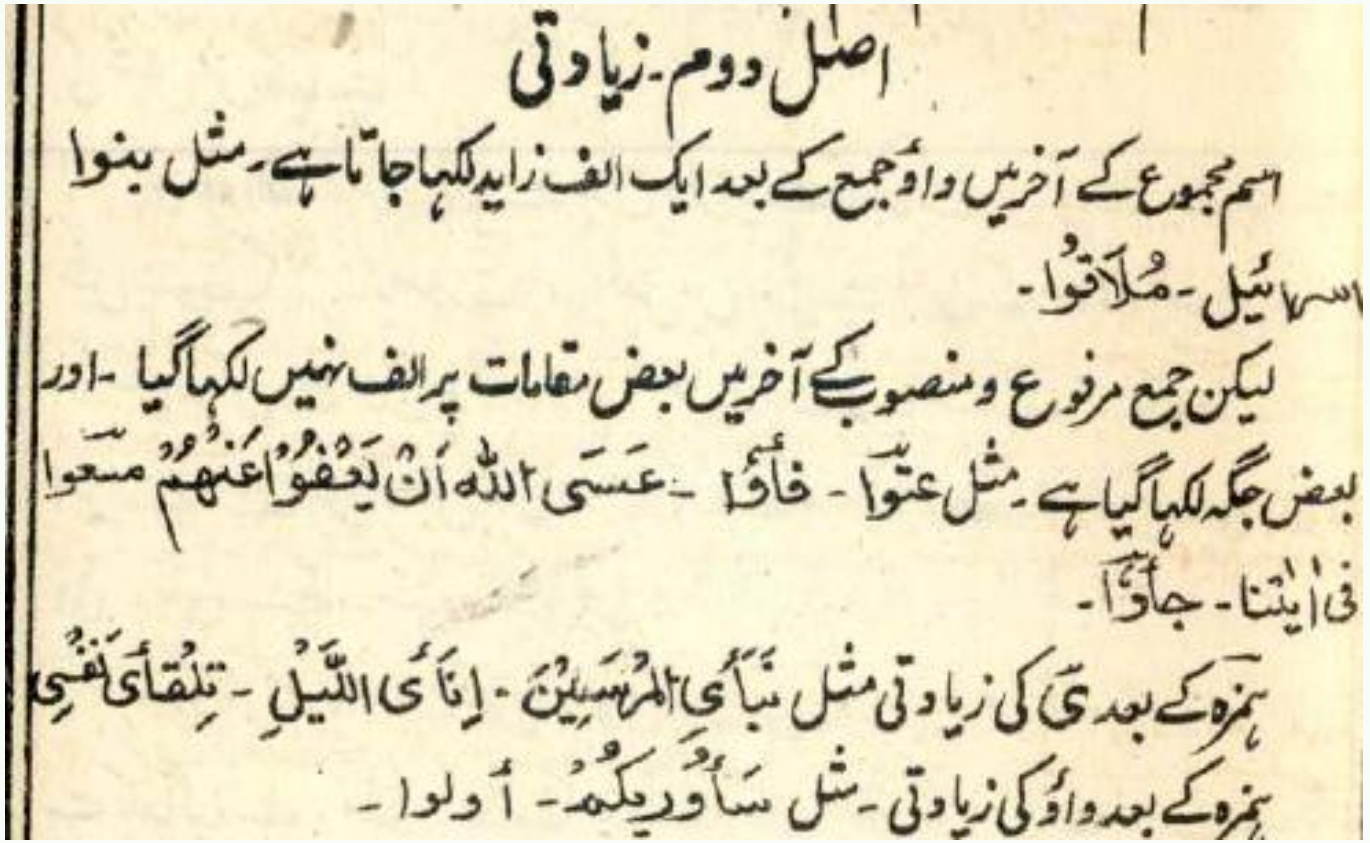

اصل دوم۔ زیادتی

اسم مجموع کے آخر میں واؤ جمع کے بعد ایک الف زاید لکھا جاتا ہے۔ مثل بنوا اسرائیل۔ مُلَاقُوا۔

لیکن جمع مرفوع و منصوب کے آخر میں بعض مقامات پر الف نہیں لکھا گیا۔ اور بعض جگہ لکھا گیا ہے۔ مثل عتوا۔ فاؤا۔ عسی اللہ ان یعفوا عنھم مسعوا فی اٰیتنا۔ جاؤا۔

ہمزہ کے بعد یٓ کی زیادتی مثل نبأی المرسلین۔ اٰنآی اللیل۔ تلقأی نفسی

ہمزہ کے بعد واؤ کی زیادتی۔ مثل سأوریکم۔ أولوا۔

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

اصل سوم۔ ہمزہ لانا

(۱) ہمزۂ ساکن اپنے ماقبل کی حرکت کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اوّل کلمہ میں واقعہ ہو خواہ وسط میں خواہ آخر کلمہ میں مثلاً۔ اِیْذَنْ ۔ اَوْمِنْ اَلْبَاْسَاءُ۔ اِقْرَاْ۔ جِیْنَاکَ۔

(۲) ہمزہ متحرک اگر اوّل کلمہ میں ہے یا اُس کے ساتھ کوئی حرف متصل ہوا ہے۔ اس کی کتابت مُطلقاً الف کے ساتھ ہوگی۔ یعنے اس کی کتابت حرکت کے اعتبار پر نہ ہوگی مثلاً اَیُّوب ۔ اِذَا ۔ اُکُوا۔ سَاَحْرِفُ ۔ فَبِاَیِّ ۔ سَاُنْزِلُ ۔ اور بعض جگہ اس کے خلاف حرف یَ پر بھی ہوئی ہے ۔ اَئِنَّکُم اَئِنَّا لَتَارِکُوْا ۔ اُئْذَنَا مِنْتَایَوْمَئِذٍ وغیرہ ۔ اور بعض بصورت وَاو ہے ۔ مثل ھٰٓؤُلَاءِ۔ اُؤْتُمِنَ

ایسے ہی ہمزہ متحرک اگر وسط کلمہ میں یا آخر کلمہ میں واقعہ ہے ۔ تو عموماً اس کی حرکت ہمزہ کے موافق حرف سے کی جاتی ہے۔ مثلاً سَئَالَ سُئِلَ سَبَاٍ مَشَاطِیَ لُؤْلُؤٌ اور بعض جگہ اس کے خلاف ہے۔ مثل تَفْتَؤُا تَاْلَّوْ کَاْنُبَدِّاُ۔

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

ابدال

اصل چہارم۔ بدل ڈالنا

بغرض تفخیم الف کو واؤ سے بدل دیتے ہیں۔ مثل صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ حیوٰۃ۔ ربوٰ۔ بشرطیکہ یہ کسی اور اسم کیطرف مضاف نہ ہوں۔ ایسے ہی بعض مقامات پر العذٰوۃ۔ مشکوٰۃ النجاۃ۔ مناٰۃ کو بھی الغدٰوۃ۔ مشکوٰۃ۔ النجوٰۃ۔ منوٰۃ یعنے الف واؤ کی شکل میں لکھا ہے؛

(۲) وہ الف کہ حرف ی سے بدل ہو کر آیا ہے۔ کتابت میں ی سے بدل جاتا ہے مثل یتوفیکم۔ یہ صورت اسم یا فعل میں ہوتی ہے اس کے ساتھ ضمیر ہو یا نہ ہو۔ اور کسی ساکن سے ملاقی ہو خواہ نہ ہو۔ اس نوع سے یاحسرتیٰ یا اسفیٰ اور بعض اس سے مستثنےٰ ہیں۔ مثل تترا۔ کلتا۔ ھدانی۔ عصانی۔ ایسے ہی انی علےٰ انّی۔ متیٰ۔ بلےٰ۔ حتّیٰ وغیرہ ہیں؛

ثلاثی کلمہ اسم یا فعل ناقص واوی ہونے کی حالت میں عموماً اس کا واؤ الف سے لکھا گیا ہے۔ مثلاً الصّفا۔ شفا۔ اور بعض جگہ اس کے خلاف ہے جیسے ضحیٰ۔ سجیٰ۔ طیٰ۔ زکیٰ۔ دحیٰ۔ طغیٰ وغیرہ؛

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

وصل

قطع

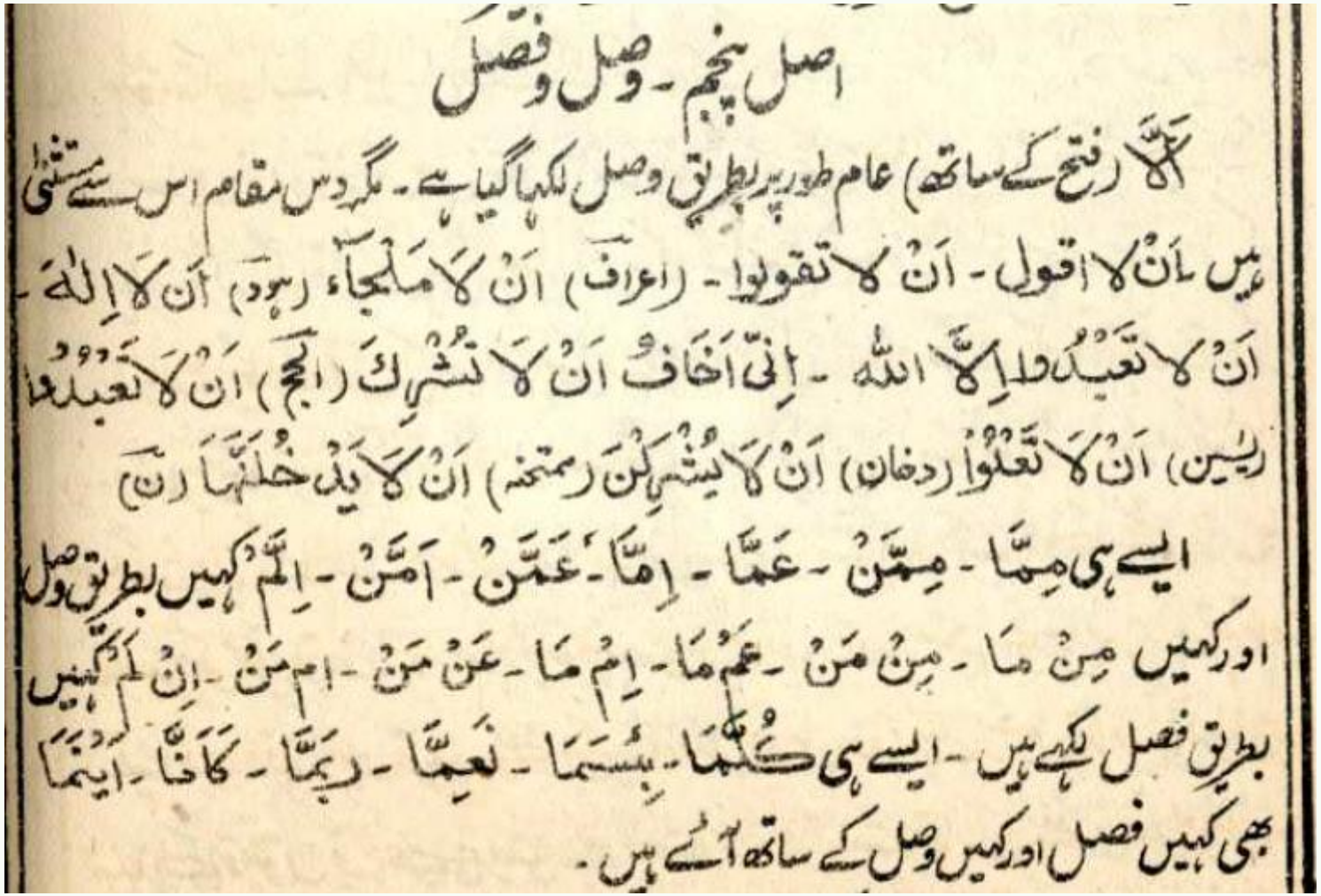

اصل پنجم - وصل و فصل

اَلَّا (فتح کے ساتھ) عام طور پر بطریق وصل لکھا گیا ہے۔ مگر دس مقام اس سے مستثنیٰ ہیں اَنْ لَا اَقُوْلَ - اَنْ لَا تَقُوْلُوْا - (اعراف) اَنْ لَا مَلْجَاَ (ہود) اَنْ لَا اِلٰهَ - اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ - اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ لَا تُشْرِكَ (الحج) اَنْ لَا تَعْبُدُوْا (یٰسین) اَنْ لَا تَعْلُوْا (دخان) اَنْ لَا یُشْرِكْنَ (ممتحنہ) اَنْ لَا یَدْخُلَنَّهَا (ن)

ایسے ہی مِمَّا - مِمَّنْ - عَمَّا - اِمَّا - عَمَّنْ - اَمَّنْ - اِلَّمْ کہیں بطریق وصل اور کہیں مِنْ مَا - مِنْ مَنْ - عَمْ مَا - اِمْ مَا - عَنْ مَنْ - اَمْ مَنْ - اِنْ لَمْ کہیں بطریق فصل لکھے ہیں - ایسے ہی کُلَّمَا - بِئْسَمَا - نِعِمَّا - رُبَّمَا - كَاَنَّمَا - اَیْنَمَا بھی کہیں فصل اور کہیں وصل کے ساتھ آئے ہیں۔

Muqaddima Tafseer Rooh ul iman fi tashree ayat ul quran by Maulana muhammad fateh din azbar - Tadveen.pdf

رسم قیاسی مقید

اصل ششم ان الفاظ کی کتابت جن میں دو قرأتیں (لغۃ قریش میں)

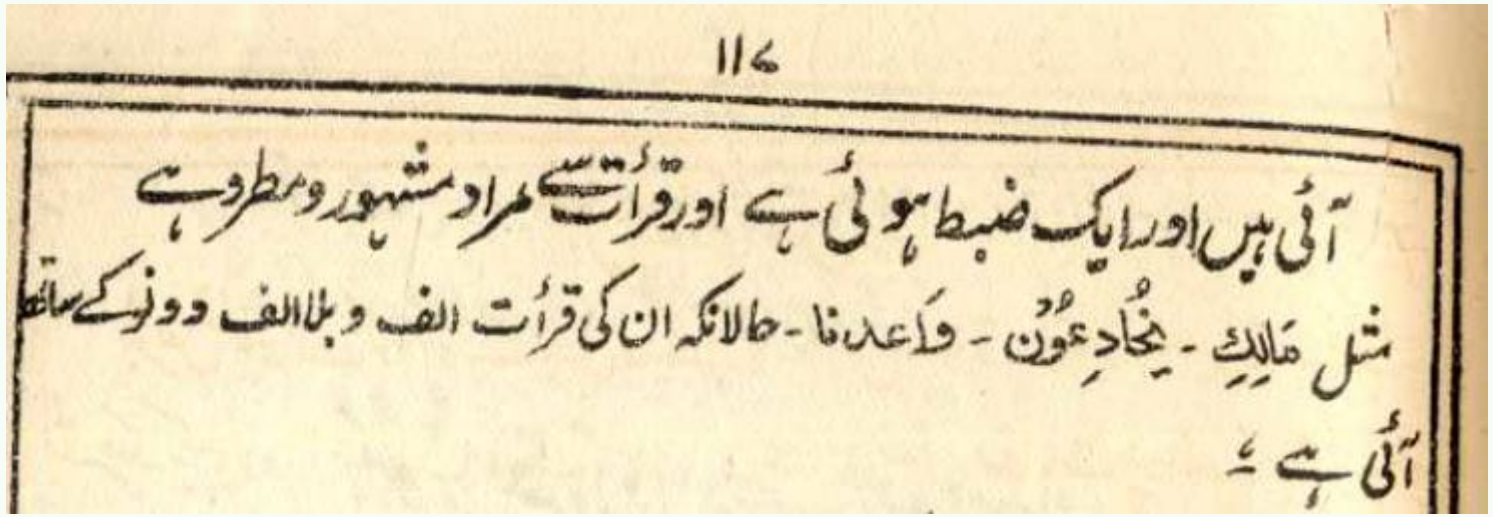

آئی ہیں اور ایک ضبط ہوئی ہے اور قرأت سے مراد مشہور و مطروح ہے
مثل مٰلِكِ - يُحَادِّوْنَ - وَاعِدْنَا - حالانکہ ان کی قرأت الف و بلاالف دونو کے ساتھ
آئی ہے ۔

کیفیتِ وقف

وقف بلحاظِ رسم اور بلحاظِ وصل

یعنی وصل اور لکھاوٹ کے اعتبار سے وقف کی کیفیت۔

۱ موافقِ وصل، موافقِ رسم جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے، وہ وصلاً و رسماً متحد ہو، مثل کِتَابِیَهْ۔

۲ مخالفِ وصل، مخالفِ رسم یہ صورت حفص رحمہ اللہ کی روایت میں نہیں ہے۔

۳ مخالفِ وصل، موافقِ رسم جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے، وہ صرف رسماً موافق ہو، مثل اَلظُّنُوْنَا وغیرہ۔

مثلاً جو الف وصل میں نہیں پڑھے جاتے ہیں صرف وقف میں پڑھے جاتے ہیں

لفظ اَنَا. لفظ لٰكِنَّا سورۂ کہف: ۳۸ میں اور اَلظُّنُوْنَا، اَلرَّسُوْلَا، اَلسَّبِيْلَا سورۂ احزاب میں اور پہلا قَوَارِيْرَا سورۂ دہر

وقف موافق رسم' مخالف وصل : یعنی وقف رسم کے مطابق اور وصل کے مخالف ہو، ایسے سات کلمات جن میں وقف وصل کے خلاف اور رسم کے موافق ہوتا ہے۔(۱) اَنَا واحد متکلم کی ضمیر (قرآن میں جہاں بھی آئے) (۲) لٰكِنَّا (کہف)(۳) اَلظُّنُوْنَا(احزاب)(۴) اَلرَّسُوْلَا (احزاب) (۵) اَلسَّبِيْلَا (احزاب)(۶) سَلٰسِلَا (دہر)(۷) پہلا قَوَارِيْرَا (دہر) ان کے آخر میں جو الف مرسوم ہے یہ صرف وقف میں پڑھا جائے گا، البتہ صرف سلٰسلا میں الف کے بغیر بھی وقف جائز ہے، اس صورت میں یہاں وقف موافق وصل مخالف رسم بھی ہوگا۔

۴ موافقِ وصل، مخالفِ رسم جو الفات رسماً ہیں، قراءۃً نہیں۔ ان کلمات پر نہ وقف تابع رسم خط ہے اور نہ وصلاً اثباتِ الف ہے۔

جو حروف بوجہ تماثل غیر مرسوم ہیں، ان پر بھی وقف موافقِ وصل مخالفِ رسم ہوگا۔

مثلاً سَلٰسِلَا پر حذفِ الف مع سکونِ لام سَلْسِلْ

فَمَا اٰتٰنِيَ یائے ساکنہ کیساتھ فَمَا اٰتٰنِ وقف موافق وصل بھی جائز ہے۔

وَلِيِّيَ اللّٰهُ کے یائے ثانیہ پر سکونِ یاء کے ساتھ وقف موافق وصل ہوگا۔

!!! برکاتُ الترتیل !!!

وصل کے مطابق ہو، ایسے کل نو کلمات ہیں جن میں روایت حفص کے مطابق وقف وصل کے موافق اور رسم کے خلاف ہوگا۔(۱) اَوْ يَعْفُوَا (بقرہ) (۲) اَنْ تَبُوْءَا (مائدہ) (۳) لِيَتْلُوَا(احزاب) (۴) لَنْ نَّدْعُوَا (رعد) (۵) لِيَرْبُوَا (محمد) (۶) لِيَبْلُوَا(روم) (۷) وَنَبْلُوَا (محمد) (۸) دوسرا قَوَارِيْرَا (دہر) (۹) ثَمُوْدَا جو الف کے ساتھ مرسوم ہے، اور یہ صرف چار جگہ ہے (ہود، فرقان، عنکبوت، نجم) ان میں سے پہلے سات کلمات کو سب ہی نے بغیر الف کے پڑھا ہے، اس لیے ان میں سب ہی کے لیے وقف وصل کے موافق اور رسم کے خلاف ہوگا۔

آؤ سیکھیں قرآن

RECITING – practical points

رسم قرآنی کی دو قسمیں ہیں : (۱) رسم قیاسی (۲) رسم غیر قیاسی

رسم قیاسی : یعنی لفظ کا رسم تلفظ کے مطابق ہو جیسے مَلِکِ النَّاسِ وغیرہ۔

رسم غیر قیاسی : یعنی مرسوم مطابق تلفظ کے نہ ہو یا خلاف اصل ہو۔

خلافِ اصل

پہلا خلاف عقل مرسوم ہو جیسے اَفَائِنْ مَّاتَ وغیرہ کہ ایک یا زائد ہے۔

دوسرے خلاف قاعدہ مرسوم ہو جیسے بِئْسَمَا۔

خلافِ مقرو

اول یہ کہ مرسوم حرف پڑھنے میں نہ آئے جیسے لَا اَنْتُمْ وغیرہ۔

دوسرے یہ کہ حرف مرسوم نہ ہو مگر پڑھا جائے جیسے دَاوٗد وغیرہ۔

Each word separately likha jata, mgr kch words mila kr likha huva hai

SUMMARY

خلافِ مقرو کی بھی دوصورتیں ہیں: اول یہ کہ مرسوم حرف پڑھنے میں نہ آئے جیسے لَا اَنْتُمْ وغیرہ۔
دوسرے یہ کہ حرف مرسوم نہ ہو مگر پڑھا جائے جیسے دَاوٗد وغیرہ۔ (165) !!! برکاتُ الترتیل !!!

!!! برکاتُ الترتیل !!!

تنبیہ : وقف اگرچہ رسم خط کے تابع ہے لیکن جن کلمات کی رسم قراءت وروایت سے ثابت نہ ہو ان پر وقف بمطابق رسم جائز نہیں، جیسے قواریرا ۟ ثانی اور ان تبوء ا ۟ وغیرہ

Aur Keifiyat k lihaz sei

1) Muwafiq Rasm & Mukhalif Wasl
2) Mukhalif Rasm & Muwafiq Wasl

مخالفِ وصل، موافقِ رسم
موافقِ وصل، مخالفِ رسم

۳ مخالفِ وصل، موافقِ رسم

اس صورت کے بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی پڑھنے والا حفص رحمہ اللہ کی روایت میں وقف موافقِ وصل نہ کرے۔ اسکے چند کلمات یہ ہیں:۔ لفظ لٰكِنَّا۠ سورۂ کہف: ۳۸ میں اور اَلظُّنُوْنَا۠، اَلرَّسُوْلَا۠، اَلسَّبِيْلَا۠ سورۂ احزاب میں اور پہلا قَوَارِيْرَا۠ سورۂ دہر میں اور لفظ اَنَا۠ (ضمیر مرفوع منفصل) تمام کلام اللہ میں۔ ان سب کے آخر کے الفات وصل میں نہیں پڑھے جاتے ہیں صرف وقف میں پڑھے جاویں گے۔ اور لفظ سَلٰسِلَا۠ جو سورۂ دہر میں ہے چونکہ اس میں بحالتِ وقف اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں اس وجہ سے بصورتِ حذف، وقف "موافقِ وصل، مخالفِ رسم" والی صورت کے موافق بھی ہوگا۔

۴ موافقِ وصل، مخالفِ رسم

اس صورت کے بھی بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ دیگر قاریوں کی طرح حفص رحمہ اللہ کے یہاں بھی بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر وقف موافقِ وصل مخالفِ رسم کے ہوتا ہے۔ اس قسم کے کلمات یہ ہیں :- ثَمُوْدَا اور اَنْ تَبُوْٓءَا اور لَنْ نَّدْعُوَا، لِتَتْلُوَا، لِيَبْلُوَا، لِيَرْبُوَا، نَبْلُوَا اور قَوَارِيْرَا ثانی سورہ دہر میں۔ ان سب کلمات کے آخر میں الفات رسماً ہیں، قراءۃً نہیں۔ اس وجہ سے ان کلمات پر نہ وقف تابع رسم خط ہے اور نہ وصلاً اثباتِ الف ہے۔ اسی طرح مثل تَتْلُوْا اور يُحْيِ وغیرہ۔ اس قسم کے کلمات میں جو حروف بوجہ تماثل غیر مرسوم ہیں، ان پر بھی وقف موافقِ وصل مخالفِ رسم ہوگا۔

لفظ اٰتٰنِيَ اللّٰهُ جو سورۂ نمل میں ہے، چونکہ اس میں بحالتِ وقف، حذف اور اثباتِ یاء دونوں جائز ہیں۔ اس وجہ سے بصورتِ حذف، وقف مخالفِ وصل مواقفِ رسم والی صورت کے بھی موافق ہے۔

Mukhalif e Rasm

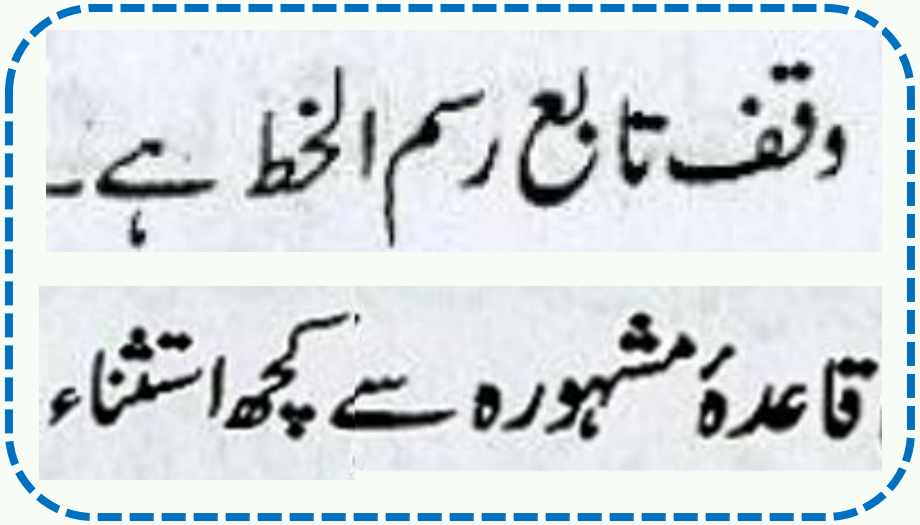

CATEGORY 1:

Hint is mentioned in **MUSAHIF**

CATEGORY 2:

No Hint given in **MUSAHIF**

CATEGORY 3:

Hint given for one reciting way only of HAFS.
But no hint for
another allowed reciting style in Riwayat e Hafs.

Add pictures of Masahif
Title page, publisher number, details, etc.

DISCLAIMER: these notes are for simple musahifs.

- Simple (sada) **MUSAHIF** of Zia ul Quran Publications / Taj Company
- (Rangeen / tajvedi mei kch mazed hints diya hutay hai.

Category 1:

Hint is mentioned in **MUSHAF**

زائد الف

1

وہ کلمات جنہیں حالتِ وقف میں وقف کے تابع ہونے کی وجہ سے الف پڑھا جائے گا اور وصل میں نہیں پڑھا جائے گا۔

1 ..... مندرجہ ذیل چھ کلمات میں ''الف زائدہ'' وقف میں پڑھیں گے وصل میں نہیں پڑھیں گے۔

لٰكِنَّا (پ ۱۵، الکھف : ۳۸)	الظُّنُوْنَا۠ ⑩ (پ ۲۱، الاحزاب: ۱۰)
الرَّسُوْلَا۠ ⑯ (پ ۲۲، الاحزاب : ٦٦)	السَّبِيْلَا۠ ⑰ (پ ۲۲، الاحزاب: ٦٧)
قَوَارِيْرَا۠ ⑮ (پہلا) (پ ۲۹، الدھر: ۱۵)	اَنَا۠ (ہر جگہ)

وقف موافق رسم' مخالف وصل : یعنی وقف' رسم کے مطابق اور وصل کے مخالف ہو، ایسے سات کلمات جن میں وقف وصل کے خلاف اور رسم کے موافق ہوتا ہے۔ (۱) اَنَا واحد متکلم کی ضمیر (قرآن میں جہاں بھی آئے) (۲) لٰكِنَّا (کہف) (۳) اَلظُّنُوْنَا (احزاب) (۴) اَلرَّسُوْلَا (احزاب) (۵) اَلسَّبِيْلَا (احزاب) (۶) سَلٰسِلَا (دہر) (۷) پہلا قَوَارِيْرَا (دہر) ان کے آخر میں جو الف مرسوم ہے یہ صرف وقف میں پڑھا جائے گا، البتہ صرف سلٰسلا میں الف کے بغیر بھی وقف جائز ہے، اس صورت میں یہاں وقف موافق وصل مخالف رسم بھی ہوگا۔

Category 3:

سَلٰسِلَا۠

پ۲۹، سورۃ الدھر، ۴

زائد الف کو وقف میں پڑھنا یعنی ("سَلٰسِلَا") اور نہ پڑھنا (یعنی "سَلٰسِلْ°") دونوں جائز ہے۔ لیکن وصل میں نہیں پڑھیں گے۔

1

زائدالف

09 نوکلمات

!!! برکاتُ الترتیل !!!

وصل کے مطابق ہو، ایسے کل نوکلمات ہیں جن میں روایت حفص کے مطابق وقف وصل کے موافق اور رسم کے خلاف ہوگا۔(۱) اَوْ یَعْفُوَا (بقرہ) (۲) اَنْ تَبُوْءَا (مائدہ) (۳) لِتَتْلُوَا (احزاب) (۴) لَنْ نَّدْعُوَا (رعد) (۵) لِیَرْبُوَا (محمد) (۶) لِیَبْلُوَا (روم) (۷) وَنَبْلُوَا (محمد) (۸) دوسرا قَوَارِیْرَا (دہر) (۹) ثَمُوْدَا جوالف کے ساتھ مرسوم ہے، اور یہ صرف چار جگہ ہے (ہود، فرقان، عنکبوت، نجم) ان میں سے پہلے سات کلمات کو سب ہی نے بغیر الف کے پڑھا ہے، اس لیے ان میں سب ہی کے لیے وقف وصل کے موافق اور رسم کے خلاف ہوگا۔

(4)۔۔۔ان کلمات میں زائد الف کو وقف (یعنی رکنے کی صورت میں) اور وصل (یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں) دونوں اعتبار سے نہیں پڑھیں گے۔

اَفَاْئِنْ مَّاتَ پ۴۔اٰل عمران۔۱۴۴	اَفَاْئِنْ مِّتَّ پ۱۷۔الانبیآء۔۳۴	لَاْاِلَی اللّٰہِ پ۴۔اٰل عمران۔۱۵۸	لَاْاِلَی الْجَحِیْمِ پ۲۳۔الصّٰفّٰت۔۶۸
لِشَاْیْءٍ پ۱۵۔الکھف۔۲۳	مَلَاْئِہٖ (ہر جگہ)	اَنْ تَبُوْءَاْ پ۶۔المائدۃ۔۲۹	وَلَاْاَوْضَعُوْا پ۱۰۔التوبۃ۔۴۷
لَاْاَذْبَحَنَّہٗ پ۱۹۔النمل۔۲۱	لَاْاَنْتُمْ پ۲۸۔الحشر۔۱۳	لِتَتْلُوَاْ پ۱۳۔الرعد۔۳۰	مِنْ نَّبَاْیٔ پ۷۔الانعام۔۳۴
وَمَلَاْئِہِمْ پ۱۱۔الیونس۔۸۳	ثَمُوْدَاْ پ۲۰۔العنکبوت۔۳۸/پ۱۲۔الھود۔۶۸ پ۱۹۔الفرقان۔۳۸/پ۲۷۔النجم۔۵۱	لَنْ نَّدْعُوَاْ پ۱۵۔الکھف۔۱۴	لِیَرْبُوَاْفِیْ پ۲۱۔الروم۔۳۹
لِیَبْلُوَاْ پ۲۶۔المحمد۔۴	وَنَبْلُوَاْ پ۲۶۔المحمد۔۳۱	قَوَارِیْرَاْ (دوسرا) پ۲۹۔الدھر۔۱۶	

4 ..... مندرجہ ذیل کلمات میں کوئی زائد الف نہیں ہے لہذا الف کو پڑھیں گے۔

اَنَامِلَ	اَنَاسِیَ	اَنَابُوْا	لِلْاَنَامِ	مَنْ اَنَابَ

زائد الف

وہ بعض مقامات جہاں الف وصل کی حالت میں نہیں پڑھا جاتا اور وقف کی حالت میں پڑھا جاتا ہے، یہ ہیں :

لفظ اَنَا[1] ضمیر مرفوع منفصل، جہاں کہیں بھی آئے ـــــ اور اسی طرح لٰکِنَّا[2] هُوَ اللّٰه جو سورہ کہف کے پانچویں رکوع میں ہے ـــــ اور سورۂ احزاب میں اَلظُّنُوْنَا، اَلرَّسُوْلاَ، اَلسَّبِيْلاَ ـــــ اور سورۂ دہر میں لفظ سَلاَسِلاَ اور اس کا پہلا قَوَارِيْرَا[3]۔ ان تمام لفظوں میں بحالت وصل الف نہیں پڑھا جاتا، اور حالت وقف میں پڑھا جاتا ہے۔ لیکن خاص طور سے سَلاَسِلاَ کو بحالت وقف، وصل کی مانند بغیر الف پڑھنا بھی مروی ہے مثل سَلاَسِلْ[1]۔

چند وہ مقامات جہاں الف وقفاً وصلاً کسی حالت میں نہیں پڑھا جاتا، یہ ہیں :

سورۂ بقرہ میں اَوْ يَعْفُوَا سورۂ مائدہ میں اَنْ تَبُوْٓاَ سورۂ رعد میں لِتَتْلُوَا، سورۂ کہف میں لَنْ نَّدْعُوَا، سورۂ روم میں لِيَرْبُوَا، سورۂ محمد میں لِيَبْلُوَا، نَبْلُوَا، اور سورۂ ہود و فرقان و عنکبوت و نجم میں ثَمُوْدَا، سورۂ دہر میں دوسرا قَوَارِيْرَا۔ ان الفاظ کے آخر کا الف کسی حال میں بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

فائدہ : پانچ کلمات ایسے ہیں کہ جن میں لکھا ہوا تو لا ہے یعنی لام کے بعد الف ہے مگر پڑھنے میں الف نہیں آتا ان کی تفصیل یہ ہے : لَاْ اِلَى اللّٰهِ [آل عمران: ۱۵۸] لَاْ اَوْضَعُوْا [توبہ: ۴۷] اَوْ لَاْ اَذْبَحَنَّهٗ [نمل: ۲۱] لَاْ اِلَى الْجَحِيْمِ [صٰفّٰت: ۶۸] لَاْ اَنْتُمْ [حشر: ۲۳] پس ان کلمات میں اگر الف پڑھا جائے گا تو کلمہ بجائے مثبت کے منفی ہو جائے گا اور معنی بالکل بدل جائیں گے۔

'الف' نہ پڑھے جانے والے مقامات کا جدول

أَفَائِنْ مَّاتَ	سورہ آل عمران	پ۴	ع۶
لَا اِلَى اللّٰهِ	//	//	ع۸
اَنْ تَبُوْٓءَا	سورۂ مائدہ	پ۶	ع۹
مِنْ نَّبَاِئُ الْمُرْسَلِيْنَ	سورۂ انعام	پ۷	ع۱۳
لَا اَوْضَعُوْا	سورۂ توبہ	پ۱۰	ع۷
ثَمُوْدَا	سورۂ ہود، فرقان، عنکبوت، نجم		
لِتَتْلُوَا	سورۂ رعد	پ۱۳	ع۱۰
لَنْ نَّدْعُوَا	سورۂ کہف	پ۱۵	ع۱۴
لِشَايْءٍ	سورۂ کہف	پ۱۵	ع۱۶
لٰكِنَّا	سورۂ کہف	پ۱۵	ع۱۷
لَاَاذْبَحَنَّهٗ	سورۂ نمل	پ۱۹	ع۱۷
لَا اِلَى الْجَحِيْمِ	سورۂ صافات	پ۲۳	ع۶
وَ نَبْلُوَا	سورۂ محمد	پ۲۶	ع۸
لَاْ اَنْتُمْ	سورۂ حشر	پ۲۸	ع۵
سَلَاسِلَا	سورۂ دہر	پ۲۹	ع۱۹
قَوَارِيْرَا	سورۂ دہر	پ۲۹	ع۱۹
لِيَرْبُوَا	سورۂ روم	پ۲۱	ع۷
اَنَا	(ضمیر واحد متکلم منفصل) جہاں کہیں بھی آئے۔		

(۱) سَلٰسِلاَ حذف الف کے ساتھ وقف کرنے کی توجیہ یہ ہے کہ جس منصرف اسم پر تنوین نہ ہو قیاس کی رُو سے اس پر وقف الف کے بغیر سکون ہی سے ہوتا ہے، اس قاعدہ کی رو سے سلٰسلا پر وقف الف کے بغیر ہوگا، اور تنوین کا ترک اور وقفاً الف کا اثبات لاحق مجاور کی رعایت یعنی بعد والے کلمات اَغْلَالاً اور سَعِیْراً کی رعایت اور مناسبت سے ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ الف کے حذف و اثبات کی دونوں نوعوں کے جمع کرنے کے لیے ہے۔ یہ سب توجیہات ''نکات بعد الوقوع'' کے طور پر ہیں، اور ہر جگہ توجیہ میں اس مفہوم کو ذہن میں رکھنے سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا۔ اسی طرح پہلا قَوَارِیْرا فواصل میں سے ہے، اور اس سورہ کے تمام فواصل کے آخر میں الف ہے، اور روایت حفص میں یہ غیر منصرف ہے جیسا کہ ابھی گزرا، اس لیے اس پر حفص کے لیے تنوین کے ترک اور الف کے اثبات سے (رعایت سجع کا اعتبار کرتے ہوئے) وقف ہوگا، اور یہی عمدہ بھی ہے۔ (معلم الاداء فی الوقف والابتداء: ۸۴تا۸۶)

Mukhalif e Rasm (in both “wasl o waqf”)

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	سورۃ آیت نمبر
لَاۤاِلَى اللّٰهِ	لِاِلَى اللّٰهِ	آلِ عمران 3/157
وَلَاۤاَوْضَعُوْا	وَلَاۤوْضَعُوْا	توبہ 9/47
لَاۤاَذْبَحَنَّهٗ	لَاَذْبَحَنَّهٗ	نمل 27/21 نحل
لَاۤاِلَى الْجَحِيْمِ	لِاِلَى الْجَحِيْمِ	والصافات 38/28
اَفَاۡئِنْ	اَفَـئِنْ	اٰلِ عمران 3/144
مَلَاۡئِهٖ	مَلَـئِهٖ	جس جگہ بھی ہو
مَلَاۡئِهِمْ	مَلَـئِهِمْ	یونس 10/43
لِشَاْیءٍ	لِشَـیْءٍ	کہف 18/23
مِنْ نَّبَاٴٍ	مِنْ نَّبَـئٍ	انعام 7/37
وَجَایٓءَ	وَجِـیْٓءَ	فجر 89/23
مِاْئَةٌ	مِـئَةٌ	جس جگہ بھی ہو
مِاْئَتَيْنِ	مِـئَتَيْنِ	جس جگہ بھی ہو

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	سورۃ آیت نمبر
اَوْیَعْفُوْا	اَوْیَعْفُوَ	بقرہ 2/237
اَنْ تَبُوْٓءَا	اَنْ تَبُوْٓءَ	مائدہ 5/29
لِتَتْلُوْا	لِتَتْلُوَ	رعد 13/30
لَنْ نَّدْعُوَا	لَنْ نَّدْعُوَ	کہف 18/14
لِيَرْبُوْا	لِيَرْبُوَ	روم 30/39
لِيَبْلُوَا	لِيَبْلُوَ	محمد 47/4
نَبْلُوَا	نَبْلُوَ	محمد 47/31
ثَمُوْدَا	ثَمُوْدَ	چار جگہ ہود، فرقان عنکبوت نجم
قَوَارِيْرَا (دوسرا)	قَوَارِيْرَ	دھر 76/15
لَاۤاَنْتُمْ	لَاۤاَنْتُمْ	الحشر 59/13

زائد الف

Mukhalif e Rasm for Wasl only

قرآن کریم میں ایسے سات کلمات ہیں جن کے آخر میں لکھا ہُوا الف وصل میں نہیں پڑھا جاتا مگر وقف میں پڑھا جاتا ہے

اَنَا	جہاں کہیں بھی ہو	الرَّسُوْلَا	احزاب 33/66
لٰكِنَّا	کہف 18/38	السَّبِيْلَا	احزاب 33/47
اَلظُّنُوْنَا	احزاب 33/10	سَلَاسِلَا	دھر 76/4
		پہلا قَوَارِيْرَا	دھر 76/15

نوٹ: اَنَامِلَ - اَنَاسِيَّ - اَنَابَ - اَنَادُوْا

لِلْاَنَامِ میں الف ہمیشہ پڑھا جائے گا

REPEATED SLIDE
As, the data presentation was good but source is non-sunni.

(۱) بصریین کے نزدیک اَنَـــا اصل میں اَنَ یعنی بغیر الف کے ہمزہ اور نون سے ہے، اور الف اس کو قوی کرنے کے لیے زیادہ کر دیا گیا ہے۔ یا وقفاً نون کی حرکت ظاہر کرنے اور اسے باقی رکھنے کے لیے ہے۔ اور وصلاً الف کا حذف اصل کی بنا پر ہے.....اور کوفیین کی رائے پر اَنَـــا ضمیر تینوں حروف کا مجموعہ ہے۔ یعنی ان کے نزدیک کلمہ کی بنا اسی طرح ہے، پس ان کے نزدیک وقفاً الف کا اثبات اصل کی بنا پر ہے، اور وصل کی صورت میں الف کا حذف تخفیف کی غرض سے۔

(۲) لٰکِنَّا اصل میں لٰکِنْ عاطفہ اور اَنَا واحد متکلم کی ضمیر سے مرکب ہے، ہمزہ کی حرکت نقل کر کے پہلے نون کو دے دی، اور ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔ اب لٰکِنْ نَا میں مثلین جمع ہو گئے اس لیے اول کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کر دیا لٰکِنَّـا ہو گیا، پس وصل میں الف کا حذف اصل کی بنا پر ہے، جیسا کہ ابھی اَنَا کی لفظی تحقیق کے بارے میں گزرا۔

(۳) الظنونا، الرسولا، السبیلا ان تینوں کلمات کے شروع میں اَلْ تعریف کا ہے، اس لیے ان کے آخر میں تنوین نہیں آسکتی، اور ان کے آخر میں جو الف ہے وہ سابق مجاور اور لاحق مجاور یعنی پہلے اور بعد والے فواصل کی رعایت کی بنا پر عماد کا الف ہے۔

نام کتاب : ضیاء القرات
مصنف : امام القراء حضرت شیخ قاری مقری ضیاء الدین احمد صاحب الہ آباد
نام تعلیق وتحشیہ : ایضاح القرات
محشی : فاضل قرات سبعہ حضرت قاری مقری شکیل احمد صاحب نوری نصروی پیلی بھیت
بحسن سعی : فخر العلماء حضرت علامہ حفیظ الرحمٰن صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ سلطان اہند ورضاء دار العلوم بھیلواڑہ

روایت میں فقط ایسے [illegible]

۴ کیوں کہ وقف رسم خط کے تابع ہوتا ہے۔اس لئے بالالف وقف ہوگا۔اور وصل میں قراۃ ثابت نہ ہونے کی وجہ سے ان کلمات کے الفات نہیں پڑھے جائیں گے اور یادرکھو کہ الظُّنونا، الرَّسُولَا، السَّبیلا میں الفات کی زیادتی کی وجہ فواصل کی رعایت ہے یعنی تینوں کلمات روس آیات پر واقع ہیں اور سَلَاسِلَا ودونوں قواديرا میں الف کی زیادتی کی وجہ شمول قرأت ہے اور انا ضمیر میں الف کی زیادتی کی وجہ یہ ہے تاکہ ان مخففہ اوران ناصبہ سے آنا ضمیر کو امتیاز حاصل ہوجائے اور لفظ اَنا سے مراد ضمیر مرفوع منفصل ہے پس اس سے اَناب انابوا اَناسی کے مثل کلمات نکل گئے اور لٰكِنَّا هو الله چوں کہ لٰكن آنا ہے بغرض تخفیف اس کو لکنّا کردیا گیا ہے مزید تفصیل کتب فن رسم میں دیکھو۔۱۲

۵ یعنی سَلَاسِلَا میں وقف کی دوسری وجہ روایت حفص علیہ الرحمہ میں حذف الف مع سکون لام سلاسل بھی ہے وصل کی اتباع کرتے ہوئے ۱۲ر

۶ کیوں ثانی رأس آیت پر نہیں ہے اس لئے اتباعاً للاصل الف کسی میں نہیں پڑھا جائے گا۔اور چونکہ قواديرا اول رأس آیت پر واقع ہے۔اس لئے اتباعاً لرسم الف پر وقف کیا گیا تاکہ ساری آیات کا وقف ایک جیسا ہوجائے اور ہم وزن معلوم ہوں کذا فی کتب الرسم ۱۲

قرآن پاک کے کچھ کلمات میں ص لکھا ہوتا ہے اور اس پر چھوٹا س بھی لکھا ہوتا ہے ان کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

یَبۡصُطُ	بَصۡطَةً	اَمۡ هُمُ الۡمُصَيۡطِرُوۡنَ	بِمُصَيۡطِرٍ
پ۲، البقرة، ۲۴۵	پ۸، الاعراف، ۶۹	پ۲۷، الطور، ۳۷	پ۳۰، الغاشية، ۲۲
س	س	س، ص	ص

فائدہ : قرآن پاک کے اندر چار لفظ ایسے ہیں کہ لکھے تو جاتے ہیں صاد سے اور اس کے اوپر چھوٹی سی سین بھی لکھی ہوتی ہے، مگر اس کے پڑھنے کا قاعدہ یہ ہے سورۂ بقرہ میں لفظ **يَبۡصُطُ**، سورۂ اعراف میں لفظ **بَصۡطَةً** ان دونوں جگہوں میں بجائے صاد کے سین ہی پڑھنا چاہیے۔ تیسرا سورۂ طور میں، **اَمۡ هُمُ الۡمُصَيۡطِرُوۡنَ** اس میں اختیار ہے چاہے سین سے پڑھے یا صاد سے۔ چوتھا سورۂ غاشیہ میں **بِمُصَيۡطِرٍ** اس میں صاد ہی پڑھنا چاہیے۔ گو کہ اس کے اوپر سین مرسوم ہوتی ہے۔

Category 3:

لیکن بطریق جزری: مذکورہ چاروں کلمات میں (س اور ص) دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

بعض ایسے کلمات آتے ہیں جن میں الف معروف کی پکی تختی کا الف ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ الف پڑھا نہیں جاتا ان میں ایک تو الفاتِ زائدہ ہیں جن کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور دوسرا یہ الف ہے جو نون قطنی سے پہلے آیا ہے۔

مثالیں:

مُنِیْبِ نِ ادْخُلُوْهَا
مُرْنِیْ بِ نِدْخُ لُوْهَا
مُبِیْنِ نِ اقْتُلُوا
مُرْبِیْ نِ نِقْ تُ لُوْ

نام کتاب	:	گلزارِ تجوید و قرأت
مصنف	:	قاری گلزار احمد مدنی
ٹائٹل	:	محمد طارق اعظم
کمپوزنگ	:	رحمٰن گرافکس
ناشر	:	فیضان مدینہ قرأت اکیڈمی اسلام آباد
پرنٹر	:	سگما پرنٹنگ پریس، اسلام آباد

حروفِ علّت کے محذوف اور اثبات کی مثالیں:۔

4

(۱) حروفِ علّت جب کلمہ کے آخر میں مرسوم یعنی لکھا ہوا ہو تو وقف میں پڑھا جائے گا جیسے وَاسْتَبَقَا۔ وَاَقِيْمُوْا۔ وَلَاتَسْقِيْ۔ اور وصل میں اجتماع ساکنین علیٰ غَيْرِ حَدِّهٖ کی وجہ سے حذف ہوجاتا ہے جیسے وَاسْتَبَقَا الْبَابَ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ وَلَاتَسْقِ الْحَرْثَ۔

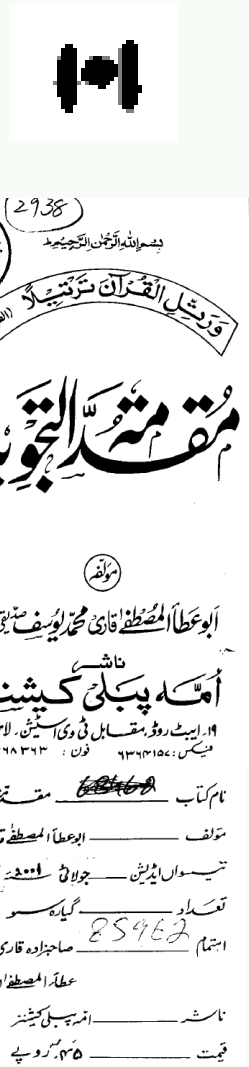
2938
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (القرآن)
مُقَدِّمَةُ التَّجْوِيْد
مؤلف
اَبُوعَطَاالْمُصْطَفٰے قاری محمد یوسف صدیقی
ناشر
اُمّہ پبلی کیشنز
۱۹۔ ایبٹ روڈ، مقابل ٹی وی اسٹیشن۔ لاہور
فیکس: ۶۳۶۴۱۵۷ فون: ۶۳۶۸۳۶۳
نام کتاب ـــــ مقدمۃ التجوید
مؤلف ـــــ ابوعطاالمصطفٰے قاری محمد یوسف صدیقی
تیسواں ایڈیشن ـــــ جولائی ۲۰۰۱ء
تعداد ـــــ گیارہ سو
اہتمام ـــــ صاحبزادہ قاری جمیل احمد
عطاءالمصطفٰے (مدنی) صدیقی
ناشر ـــــ امہ پبلی کیشنز
قیمت ـــــ ۴۵ روپے

5

(۲) اگر حرف علت غیر مرسوم یعنی لکھا ہوا نہ ہو تو وقف میں بھی محذوف ہوگا۔ خواہ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ہو یا تخفیف رسم کی وجہ سے۔

الف محذوف کی مثالیں:۔

(۱) اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ سورۂ نور ع۴ اصل میں اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ تھا۔

(۲) اَیُّهَ السّٰحِرُ سورۂ زخرف ع۵ " " اَیُّهَا السّٰحِرُ"

(۳) اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ سورۂ رحمٰن ع۲ " " اَیُّهَا الثَّقَلٰنِ"

ان تینوں میں الف حالتِ وقف میں بھی نہیں پڑھا جائے گا اسی طرح وَلَمْ یُؤْتَ اور وَلَا یَاْبَ میں بھی الف محذوف ہے۔

واؤ محذوف کی مثالیں۔

(۱) وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ سورۂ بنی اسرائیل ع۲ اصل میں یَدْعُوا الْاِنْسَانُ تھا۔

(۲) وَیَمْحُ اللّٰهُ سورۂ شوریٰ ع۳ اصل میں وَیَمْحُوا اللّٰهُ تھا۔

(۳) یَدْعُ الدَّاعِ سورۂ قمر ع۱ اصل میں یَدْعُو الدَّاعِ تھا

(۴) وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سورۂ تحریم ع۱ اصل میں وَصَالِحُوا الْمُؤْمِنِیْنَ تھا۔

(۵) سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ سورۂ العلق ع۱ اصل میں سَنَدْعُوا الزَّبَانِیَةَ تھا۔

واؤ حالتِ وقف میں بھی محذوف ہوگا۔

یا محذوف کی مثالیں:۔

(۱) فَارْهَبُوْنِ سورۂ بقرہ ع۵ اصل میں فَارْهَبُوْنِیْ تھا

(۲) فَاتَّقُوْنِ " " " " " " فَاتَّقُوْنِیْ تھا۔

(۳) وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ " " النساء ع۲۱ " وَسَوْفَ یُؤْتِیْ اللّٰهُ

(۴) وَاخْشَوْنِ الْیَوْمَ سورۂ مائدہ ع۱ " " وَاخْشَوْنِیْ الْیَوْمَ"

(۵) نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ سورۂ یونس ع۱۰ " " نُنْجِیْ الْمُؤْمِنِیْنَ تھا۔

(۶) مَتَابِ، عِقَابِ، وَعِیْدِ، یَوْمِ یَوْتِ وغیرہ وغیرہ اصل میں مَتَابِیْ عِقَابِیْ، وَعِیْدِیْ، یَوْمِیْ یَوْتِیْ تھا۔

اسی طرح کے تمام کلمات میں حالت وقف میں یٔ محذوف ہوگی۔ اور فَمَا اٰتٰنِ اللّٰهُ سورۃ نمل ع رسم کے اعتبار سے تو وقفاً یٔ محذوف ہونی چاہئے جیسے فَمَا اٰتٰنِ کیونکہ مصحفِ عثمانی

(فائدہ) آخرِ کلمہ ㉛ کا حرفِ علت جب غیر مرسوم ہوتو وقف میں بھی محذوف ہوگا اور جو مرسوم ہوگا وہ وقف میں بھی ثابت ہوگا۔

㉛ یہ فائدہ گزشتہ قاعدہ پر تفریع ہے کہ وقف تابع رسم الخط کے ہے بحالت وصل کلمہ کے تلفظ کا۔ اور اسی طرح تلفظِ اصلی کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ رسم الخط کا اعتبار کیا جاتا ہے بعض صورتوں میں وصلاً وہ حرف محذوف فی التلفظ ہوتا ہے مگر ثابت فی الرسم ہونے کی وجہ سے وقفاً پڑھا جاتا ہے جیسا کہ اقیموا کی واو تحتھا کا الف ہے اور لا تسقی کی یا ہے۔ ۱۲

211

(فائدہ) آخرِ کلمہ ㉛ کا حرفِ علت جب غیر مرسوم ہوتو وقف میں بھی محذوف ہوگا اور جو مرسوم ہوگا وہ وقف میں بھی ثابت ہوگا۔ ثابت فی الرسم کی مثال (وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ تَحتِھَا الاَنھَارُ وَ لَا تَسقِی الحَرثَ) اور محذوف فی الرسم کی مثال (فَارھَبُونِ سَوفَ یُؤتِ اللّٰہُ) سورۂ نساء میں (نُنجِ المُؤمِنِینَ) سورۂ یونس ㉜ میں (متاب۔ عقاب) سورۂ رعد میں، مگر سورۂ نمل میں جو (فَمَا اٰتَانِ یَ اللّٰہ) ہے اس کی یاء باوجودیکہ غیر مرسوم ہے وقف میں جائز ہے۔

6 فَمَا اٰتٰنِ

سورۃ نمل فَمَا اٰتٰنِ دونوں طرح جائز ہے
بطریقِ شاطبی اثبات اولیٰ ہے۔

2938

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (القرآن)

مُقَدِّمَةُ التَّجْوِيْد

مؤلف
ابو عطاء المصطفےٰ قاری محمد یوسف صدیقی

ناشر
اُمّہ پبلی کیشنز
۱۹۔ ایبٹ روڈ، مقابل ٹی وی اسٹیشن، لاہور
فیکس: ۶۳۶۴۱۵۷ فون: ۶۳۶۸۳۶۳

نام کتاب ~~[illegible]~~ مقدمۃ التجوید
مؤلف ابو عطاء المصطفےٰ قاری محمد یوسف صدیقی
تیسواں ایڈیشن جولائی ۲۰۰۱ء
تعداد گیارہ سو
استہام صاحبزادہ قاری جمیل احمد 85462
عطاء المصطفےٰ (مدنی) صدیقی
ناشر امہ پبلی کیشنز
قیمت ۴۵ روپے

۱۰۴

مصحف عثمانی میں مرسوم نہ ہونے کی وجہ سے حذف جائز ہے۔ جیسے فَمَا اٰتٰنِ اور حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ نے اس ی کو وصلاً مفتوح پڑھتے ہیں اس لئے وصلاً اثبات بھی جائز ہے جیسے فَمَا اٰتٰنِ دونوں طرح جائز ہے اور بطریقِ شاطبی اثبات اولیٰ ہے۔

فَمَا اٰتٰنِ یائے ساکنہ کیساتھ فَمَا اٰتٰنِ وقف موافق وصل بھی جائز ہے۔

7

نون خفیفہ

تنوین بشکل نون

(۷) وَلِيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ سورہ یوسف ع ۴ میں
اور لَنَسْفَعًا

سورہ علق میں نون خَفِیفَہ تاکید کا ہے۔ نون تنوین کا نہیں کیونکہ تنوین اسموں کے لئے مخصوص ہے اور یہ دونوں فعل ہیں یعنی دونوں جگہ نون ساکن ہے۔ لیکن دو زبر کی تنوین کی طرح بشکل الف مرسوم ہے تو بااعتبار رسم الف کے ساتھ وقف کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے دو مقام ہیں اور سات جگہ قرآن مجید میں كِتٰبًا مرسوم ہے اصل میں ای ہے۔ کاف حرفِ تشبیہ اس پر داخل ہے اور تنوین بشکل نون ہوا ہے تو رسم خط کے مطابق نون ساکن پر وقف کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

(2938)
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (القرآن)

مقدمۃ التجوید

مؤلف
ابو عطاء المصطفےٰ قاری محمد یوسف صدیقی

ناشر
اُمّہ پبلی کیشنز
۱۹، ایبٹ روڈ، مقابل ٹی وی اسٹیشن، لاہور
فیکس: ۶۳۶۴۱۵۷ فون: ۶۳۶۸۳۶۳

فائدہ : لفظ کـأیِّن جو بظاہر نون ساکن ہے یہ اصل میں نون تنوین ہے جو مرسوم ہے، اور اس میں کاف تشبیہ کا ہے۔ اس لفظ کے سوا مصحف عثمانی میں کہیں تنوین نہیں لکھی گئی، اور قاعدے سے یہاں وقف کی حالت میں تنوین حذف ہونی چاہیے۔ مگر چوں کہ وقف' رسم خط کے تابع ہوتا ہے، اور یہاں مرسوم ہے اس وجہ سے وقف میں تنوین ثابت رہے گی۔

فائدہ : نونِ خفیفہ کلام اللہ میں دو جگہ ہے ایک سورۂ یوسف میں وَ لِیَـکُـوْناً مِّنَ الصَّاغِرِیْنَ ، اور دوسرے سورۂ اِقرأ میں لَـنَسْفَعاً بِالنَّاصِیَۃِ، یہ دونوں نون وقف کی حالت میں الف سے بدل جائیں گے، کیوں کہ وقف' رسم خط کے تابع ہوتا ہے۔

(فائدہ) نونِ خفیفہ (۳۴) قرآن شریف میں دو جگہ ہے ایک (وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ) سورۂ یوسف میں دوسرا (لَنَسْفَعًا) سورۂ اقراء میں، یہ نون وقف میں الف سے بدلا جائے گا اس وجہ سے کہ اس کی رسم الف کے ساتھ ہے۔

(۳۴) جیسا کہ عام قاعدہ سے ہٹ کر كَاَيِّن میں تنوین مرسوم ہے اسی طرح ان دو جگہوں میں نونِ خفیفہ بصورت تنوین نصبی لکھا گیا ہے مگر چونکہ وقف تابع رسم الخط ہے اس لیے جس طرح كَاَيِّن میں تنوین وقفاً محذوف نہیں ہوتی اسی طرح ان دو کلمات کو رسم کے مطابق وقف میں تنوینِ نصبی کی طرح الف سے بدل کر پڑھا جاتا ہے۔۱۲

سات جگہ قرآن مجید میں كَاَيِّنْ مرسوم ہے اصل میں ای ہے۔ کاف حرفِ تشبیہ اس پر داخل ہے اور تنوین بشکل نون ہوا ہے تو رسم خط کے مطابق نون ساکن پر وقف کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

(فائدہ) (كَاَيِّن) میں جو نون ساکن ہے یہ نون تنوین کا ہے اور مرسوم ہے اس لفظ کے سوا مصحفِ عثمانی میں کہیں تنوین نہیں لکھی جاتی۔ اور قاعدے (۳۵) سے یہاں تنوین وقف کی حالت میں حذف ہونا چاہیے مگر چونکہ وقف تابع رسم خط کے ہوتا ہے اور یہاں تنوین مرسوم ہے اس وجہ سے ثابت رہے گی۔

نُجّی المومنین۔ (انبیا، س ۲۱ ت ۸۸)۔

1340.1391.1434 Fawaid e Makkiya ma Hashiya Lamaat e Shamsiya by Abdul Rehman Makki (2013 Latest Edition)

سورہ یونس میں وقف نج کی جیم اور سورہ انبیاء میں نجی کی یاء پر ہوگا۔۱۲

حذف نون نُجّی المومنین۔ (انبیا، س ۲۱ ت ۸۸)۔ابن عامر شامی کی قراءت اور ابو بکر شعبہ کی روایت میں یہ نُجِّیْ ایک نونِ مضموم، جیم مشدد مکسور اور سکونِ یا کے ساتھ ہے۔ دیگر حضرات کی قراءت اور امام حفص کی روایت میں نُنْجِیْ نون اول کے ضمہ نون ثانی کے سکون، جیم بلا تشدید کے کسرہ اور سکون یا کے ساتھ ہے ـــــ مگر رسم باجماعِ مصاحف ایک نون کے ساتھ ہے۔اب مصاحف میں اشتباہ دور کرنے اور غلطی سے بچانے کے لیے نونِ اول کے بعد ایک باریک ن اوپر لکھ دیا جاتا ہے، اس طرح : نُـنْجِیْ۔

CHECK about others

❹ درج ذیل کلمات کی رسم بھی ایک ہی یا کے ساتھ ہے۔ مصاحف میں اب دوسری ی اوپر لکھی ہوتی ہے۔

۱-اِنّ ولیّۦَ اللّٰہ۔(اعراف، س۷ ت۱۹۶) ۲- لِنُحۡیِۦَ بہٖ بلدۃً مَّیۡتاً۔(فرقان، س۲۵ ت۴۹) ۳- علی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی۔(قیامہ، س۷۵، ت۴۰)

(۱۵)وقف رسم قرآنی کے موافق کرنا چاہئے مثلاً اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ میں اٰتٰنِیَ پر اور اٰتٰنِیَ اللّٰہُ میں لفظ اٰتٰنِ پر وقف موافق رسم ہوگا لیکن مثل وَلِیّۦَ اللّٰہُ کے یاء ثانیہ پر سکون یاء کے ساتھ وقف موافق وصل ہوگا۔

سکتہ واجب

سکتہ وقف کے حکم میں ہے متحرک کو ساکن کیا جائے اور دو زبر ـًـ کو الف سے بدل کر پڑھا جائے۔

1 .....سکتہ واجب: قرآنِ مجید میں امام حَفْص رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی عَلَیْه کے مطابق چار کلمات میں بطریق شاطبی رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی عَلَیْه سکتہ واجب ہے:

۱ ..... سورۂ کہف میں عِوَجًا ۜ قَيِّمًا کے عِوَجَا پر

۲ ..... سورۂ یٰس میں مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا کے مَرْقَدِنَا پر

۳ ..... سورۂ قیامہ میں مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ میں لفظ مَنْ پر

۴ ..... سورۂ مطففین کے بَلْ ۜ رَانَ میں لفظ بَلْ پر

اور حفص کی روایت میں ترکِ[۲۷] سکتہ بھی ان مواضع میں ثابت

[۲۷] مگر یہ ترکِ سکتہ مطلقاً ثابت نہیں بلکہ صرف بطریقِ امامِ جزری ہے اور امامِ شاطبی کے طریق میں ترکِ سکتہ جائز نہیں، سکتہ کرنا ضروری ہے۔ ۱۲

(فائدہ) (عِوَجاً قَيِّماً) سورہ کہف میں اور (مَن رَاقٍ) سورہ قیامہ میں اور (بَل رَانَ) سورہ مطففین میں اظہار ہوگا سکتہ (۴۴) کی وجہ سے اور ایک جگہ حفص کی روایت میں اور بھی سکتہ ہے۔

(۱) **سکتات واجبہ کی تفصیلی غرض:** علامہ جزری اپنی شہرۂ آفاق تصنیف 'النشر' جلد اول میں ان سکتات معنویہ کی غرض تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ﴿عِوَجا﴾ پر سکتہ سے مقصود یہ بتانا ہے کہ اس کے بعد کا لفظ ﴿قَيِّما﴾ اعراب وترکیب میں اپنے ماقبل ﴿عِوَجا﴾ کے ساتھ متصل نہیں ہے یعنی ﴿عِوَجا﴾ کی صفت نہیں ہے بلکہ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تقدیر ﴿انزله قيما﴾ ہے پس اب ﴿قيما﴾ اس 'ہ' سے حال ہے جو 'انزله' میں مقدر ہے۔ گو ﴿عِوَجا﴾ و ﴿قَيِّما﴾ دونوں ﴿الكتٰب﴾ سے متعلق ہیں یہ دلیل وصل ہے مگر چونکہ ﴿عِوَجا﴾ و ﴿قَيِّما﴾ دونوں منصوب ہیں تو وصل سے شبہہ ہوسکتا ہے کہ ﴿قَيِّما﴾ ﴿عِوَجا﴾ کی صفت ہے۔ وصل کا اشتباہ مقتضی ہے کہ دونوں میں وصل ہی نہ ہو بلکہ ان میں انفصال ہونا چاہیے اور انفصال دلیل وقف ہے، پس وصل ووقف کے دو متضاد تقاضوں کے جمع ہونے کی صورت میں سکتہ ہی ایک ایسی صورت ادا ہے جس میں وصل ووقف دونوں موجود ہیں اور جس سے اتصال وانفصال برقرار رہتے ہیں۔ ۱۲ منہ- عفی عنہ-

(۱) ﴿ من مرقدنا هٰذا ﴾ یعنی اسی طرح یہ پوری آیت ﴿ مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ (مکالماتی انداز میں) یوم قیامت سے متعلق ہے۔ اس اعتبار سے ان میں اتصال ہے جو متقاضی وصل ہے مگر پھر بصورت وصل ﴿مَرْقَدِنَا﴾ کے ﴿هٰذا﴾ سے ملانے سے اندیشہ ہے کہ کوئی ﴿هٰذا﴾ کا مشارٌ الیہ ﴿مَرْقَدِنَا﴾ کو نہ سمجھ بیٹھے کیوں کہ یہ صریح مغالطہ اور مراد خداوندی کے خلاف ہے، گویا اس کو بھی کلام کفار کا ایک جز وقرار دے دیا حالانکہ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہے یا صالح مومنین کا۔ معلوم ہوا کہ دونوں کے قائل علاحدہ علاحدہ ہیں لہٰذا وقف ہونا چاہیے۔ الغرض یہاں بھی دو متضاد تقاضے جمع ہوئے جن کا حل سکتہ ہی ہے۔ ۱۲ منہ- عفی عنہ-

(۲) ﴿مَنْ رَاق ﴾ ﴿بَلْ رَان ﴾ ظاہر ہے کہ اول میں 'من' اور ثانی میں 'بل' معنوی اعتبار سے اپنے مابعد سے متعلق ہے لہٰذا وصل ہونا چاہیے مگر وصل یعنی ادغام میں 'من' کے نون کا را میں اور اسی طرح 'بل' کے لام کا را میں ادغام کرنا ہوگا جس کی وجہ سے ﴿مَنْ رَاق ﴾ 'مرَّاق' ہوکر (فعّال کے وزن پر) 'مارق' کے صیغۂ مبالغہ کے ساتھ التباس ہوگا، اور یوں ہی ﴿بل ران ﴾ 'برَّان' ہوکر 'برّ' کے تثنیہ ہونے کا وہم ہوگا جو خلاف حقیقت ہے کہ دونوں الگ الگ لفظ ہیں، اس مغالطہ کا تقاضا ہے کہ فصل یعنی اظہار کیا جائے، اس طرح ان دو مواقع میں دو متضاد تقاضے جمع ہوئے لہٰذا اب سکتہ ہی ایک ایسی صورت ہے جس میں دونوں کی رعایت ہو جاتی ہے۔ نیز سکتہ سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ علت ادغام جہاں بھی موجود ہو ادغام ہی ہونا چاہیے، یہ ضروری نہیں ہے بلکہ یہ ادغام روایت پر موقوف ہے چنانچہ یہاں روایۃً ادغام نہ ہونے کی وجہ سے ادغام نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ- عفی عنہ-

Category 2:

No Hint given in **MUSHAF**

''لَا تَاْمَنَّا''

پارہ ۱۲، سورۂ یوسف، رکوع ۱۲، آیت ۱۱

اِس کلمے کی اصل شکل ''لَا تَاْمَنُنَا'' دونون کے ساتھ ہے اِن میں پہلا نون ''مضموم'' اور دوسرا نون ''مفتوح'' ہے۔ اِس کلمے کو پڑھنے کے دو طریقے ہیں:

﴿1﴾ ..... اِدْغام مَعَ الْاِشْمام ﴿2﴾ ..... اِظْہار مَعَ الرَّوم

فائدہ : سورۂ یوسف کے دوسرے رکوع میں لفظ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ (۱) آیا ہے۔ اس کی اصل لَا تَاْمَنُنَا تھی یعنی دونون کے ساتھ، پہلا مضموم، دوسرا مفتوح اور اس میں لا نافیہ ہے۔ اس کے پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) محض ادغام (۲) محض اظہار (۳) ادغام مع الاشمام (۴) اظہار مع الروم۔ اول و دوم جائز نہیں ہے، اور آخر کے دو یعنی ادغام مع الاشمام اور اظہار مع الروم جائز ہے۔ اور اس میں بھی ادغام مع الاشمام اولیٰ ہے۔

174

(۱) لَا تَاْمَنَّا میں لا نافیہ ہے کیوں کہ اگر لائے نہی ہو تو پھر پہلا نون چونکہ لام کلمہ ہے، اس لیے ساکن ہو جائے گا اور بقاعدۂ یرملون ادغام واجب ہوگا۔ اسی لیے یہاں ادغام کے ساتھ اشمام کو لازم قرار دیا گیا ہے، تاکہ اصل کی طرف اشارہ ہو کہ اصل میں نون مضموم ہے ساکن نہیں ہے اور جب نون کو مضموم پڑھا تو لا کا نافیہ ہونا ظاہر ہو گیا کیوں کہ لائے نہی اپنے آخر کو جزم دیتا ہے، مگر لائے نافیہ نہیں۔ ۱۲ منہ

174

215

(فائدہ) (لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ) اصل میں (لَا تَاْمَنُنَا) دونون ہیں پہلا نون مضموم ہے دوسرا مفتوح اور لا نافیہ ہے اس میں محض اظہار اور محض ادغام جائز نہیں بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام کرنا چاہیے اور اظہار کی حالت میں روم ضروری ہے (فائدہ) حرف

مَجْرٖىهَا

”زبر.....کو زیر.....کی طرف اور الف کو یا کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو ”اِمالہ“

رِوایتِ امام حفص رَحْمَةُ اللّٰه تعالٰی عَلَیْه کے مطابق پورے قرآنِ مجید میں

صرف اس ایک کلمہ ”مَجْرٖىهَا“ میں امالہ ہوا ہے، اور یہ امالہ کُبْرٰی ہے۔

- یہ کلمہ اصل میں **مجرٰها** ہے جس میں **را** کھڑا زبر کے ساتھ تھا۔
- پھر **را** کے کھڑا زبر کو زیر کی طرف مائل کیا تو یہ **مجرٖها** بن گیا۔

pg 113, Barakat ul Tarteel (2012Ed.)

تسہیل کے لغوی معنی ہیں آسان کرنا اور اصطلاح میں تسہیل سے مراد یہ ہے کہ ہمزہ کو نہ تو ایسی سختی کے ساتھ ادا کیا جائے جو اس کے لیے بوجہ جہر و شدت ضروری ہے، اور نہ ہی اتنا نرم ادا کیا جائے کہ وہ الف سے بالکل بدل ہی جائے بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان اس طرح ادا کیا جائے کہ نرم تو ہو لیکن اس کی ماہیت نہ بدلے، بس اسی کو تسہیل کہتے ہیں۔

(۱) خاص اس لفظ میں تسہیل کی وجہ یہ ہے کہ یہاں تین حروف حلقی جمع ہو رہے ہیں جو زبان پر کچھ ثقیل ہیں، لہٰذا اس ثقالت کو دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ رفع کیا گیا ہے۔ یہ نکات بعد الوقوع ہوتے ہیں ورنہ اصل وجہ اتباعِ روایت ہے۔ ۱۲ منہ

4 تسہیل

تسہیل کے معنی ہیں
نرمی کرنا
تسہیل کی ادائیگی
پورے قرآن پاک میں صرف ایک جگہ تسہیل کا قاعدہ ہے اور اس میں دوسرے ہمزہ کو نرمی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے
کیا تسہیل کرنا ضروری ہے؟
جی ہاں! تسہیل کرنا واجب یعنی ضروری ہے

یہ تسہیل روایتاً ضروری ہے، ورنہ ترک روایت لازم آئے گا۔

۲.....تسہیل:

لغوی معنی: ''آسان کرنا'' **اصطلاحی معنی:** اصطلاحِ تجوید میں ''ہمزہ کو تحقیق اور ابدال کی درمیانی حالت کے ساتھ پڑھنے'' کو کہتے ہیں۔ روایتِ امام حفص رَحْمَۃُ اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہ میں صرف ایک جگہ ہمزہ پر ''تسہیل'' ہے اور وہ لفظ ''ءَاَعْجَمِیٌّ'' (سورۂ حم سجدہ) کا دوسرا ہمزہ ہے۔

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

اس میں لام سے پہلے اور بعد دونوں الف نہیں پڑھے جائیں گے **اور** لام کو زیر دیکر پڑھیں گے

2 ..... بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ (پ ۲۶، سورۂ حُجُرات: ۱۱) اِس کلمے میں لام سے پہلے اور لام کے بعد دونوں الف نہ پڑھیں بلکہ لام کو زیر ..... دے کر پڑھیں۔ اِس طرح یہ کلمہ یوں پڑھا جائے گا ''بِئْسَ لِسْمُ الْفُسُوْقُ'' اِس کلمے کو پڑھنے میں اکثر لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ لام کے بعد والے الف کو زیر ..... دے کر ہمزہ کے ساتھ ''بِئْسَ اِسْمُ الْفُسُوْقُ'' پڑھتے ہیں۔ یہ طریقۂ ادائیگی دُرست نہیں۔

(۸) صورت نقل۔ یہ مثل بِئْسَ الاسْم الفسُوق۔ میں ہے اس میں نقل حقیقۃً[1] اس وجہ سے نہیں کہ ہمزہ وصلی ہے۔ اگر اِلاسْمُ سے ابتدا کی جاوے تو لِاسْمُ الفُسُوْقُ اور اَلِاسْمُ الْفُسُوْقُ دونوں[2] جائز ہیں۔

---

[1] کیوں کہ نقل حقیقی حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ قطعی آنے سے ہوتی ہے جیسے بقرات ورش الٓمّٓ اَحَسِبَ وغیرہ میں نقل حقیقی ہے لہٰذا نقل حقیقی تو ہے نہیں کیوں کہ ہمزہ وصلی ہے مگر مثلِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ میں نقل حقیقی کی طرح ہمزہ وصلی کی حرکت نقل کر کے ماقبل کے حرف ساکن کو دی گئی اور ہمزہ کو حذف کر دیا گیا ہے تو یہ صورت نقل ہے صورت بمعنیٰ مثل ہے خلاصہ یہ ہے کہ بعض قراء کو رائے یہ ہے کہ جس طرح حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ قطعی کی حرکت نقل کر کے ماقبل کے حرف صحیح ساکن کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیتے ہیں پس اسی کے مثل ہمزہ وصلی کی حرکت نقل کر کے ماقبل کے حرف ساکن کو دے دیتے ہیں لہٰذا یہاں لام پر جو کسرہ ہے تو وہ اسم کے ہمزہ کا ہے اس لئے یہ صورت نقل ہے مگر قوی بات یہ ہے کہ لام پر کسرہ نقل کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے جیسا کہ فوائد مکیہ صفحہ

۲۱ پر ہے کہ لام کا کسرہ بسبب اجتماع ساکنین کے ہے اور خود مؤلف نے خلاصہ میں لام کا کسرہ اجتماع ساکنین کے سبب سے ہونا فرمایا ہے نیز ابن مؤلف نے تنویر میں فرمایا کہ اگر ہمزہ وصلی مکسور سے پہلے کوئی ساکن حرف ہو تو اجتماع ساکنین کے قاعدے سے اول ساکن کو کسرہ پڑھا جاتا ہے اور ہمزہ وصلی حذف کر دیا جاتا ہے مختصر یہ کہ اکثر قراء نے یہی فرمایا ہے کہ لام کا کسرہ اجتماع ساکنین کے سبب ہے نہ کہ نقل کے سبب۔ دیکھو کتب فن۔ ۱۲

[2] یعنی لام کے قبل جو ہمزہ ہے اس کا اثبات و حذف دونوں جائز ہے حذف تو اس لئے کہ ہمزہ وصلی کا ما بعد متحرک ہو گیا لہٰذا ہمزہ وصلی کو زائد کرنے کی مجبوری باقی نہ رہی کیوں کہ زائد اس لئے کیا جاتا ہے کہ حرف ساکن سے ابتدا متعذر ہوتی ہے مگر چوں کہ لام کا کسرہ عارضی ہے اور عارض لا اعتبار ہوتا ہے۔ پس عارضی کو کلا عدم قرار دیتے ہوئے اثبات بھی جائز ہے اور اسی کو موافقت رسم کی وجہ سے اولیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اور یاد رہے کہ بِئْسَ پر وقف جائز نہیں ہے کیوں بِئْسَ فعل ہے اور فعل پر بلا فاعل کے وقف منع ہے اسی لئے ابن مؤلف نے فرمایا کہ متن کی عبارت میں ابتدا سے مراد اعادہ ہے کیوں کہ بِئْسَ پر وقف جائز نہیں۔ مزید فرمایا کہ فسوق پر وقف کے بعد اعادہ دونوں طرح ہوگا۔ یعنی اِلسْمَ اور اَلِسْمَ (تنویر) مگر میں کہتا ہوں کہ پھر بھی اعتراض ہوگا کہ فاعل سے بلا فعل کے اعادہ بھی تو جائز نہیں ہے جیسا کہ خود ابن مؤلف نے معرفۃ الوقوف میں صفحہ ۲۹ پر صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ فاعل سے بلا فعل کے اعادہ بھی قبیح ہے لہٰذا فسوق کے آگے بعد الایمان پر وقف کرنے کے بعد آگے پڑھے اور اگر کسی عارض کے تحت فسوق پر وقف کیا تو اعادہ بئس سے کرے نہ کہ الاسم سے تا کہ کلام میں بے ربطی نہ ہو۔ اور ہاں اگر کوئی کسی وجہ سے الاسم سے پڑھے تو تلفظ وہی ہوگا جو مذکور ہوا۔ یعنی بِئْسَ اور اَلِسْمَ۔ اور بِئْسَ الاسم الفسوق بعد الایمان کا ترجمہ یہ ہے۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا ترجمہ سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ کہاں وقف کرنا چاہئے اور کہاں نہیں اسی طرح اعادہ بھی کہ کس جگہ سے صحیح ہے اور کہاں سے صحیح نہیں۔ ۱۲/

حاشیۂ ضیاء القرأت "ایضاح القرأت"

نام کتاب : ضیاء القرات
مصنف : امام القراء حضرت شیخ قاری مقری ضیاء الدین احمد صاحب آباد
نام تعلق وتحشیہ : ایضاح القرات
محشی : فاضل قرات سبعہ حضرت قاری مقری جلیل احمد صاحب نوری نصروی
پہلی بجیت
بحسن سمی : فخر العلماء حضرت علامہ حفیظ الرحمٰن صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ سلطان ابتدہ
ورضا دار العلوم بھیلواڑہ

ALIF

1 – jo YA ki shakal mei ho
2 – jo wow ki shakal mei ho
3 – jo likha hva na ho (makhzof)

jo wow ki shakal mei ho

﴿فائدہ:﴾ جو واؤ یاء سے رسماً بدل کر الف کے ساتھ پڑھا جائے وہ یاء کی شکل میں لکھا جاتا ہے اسی وجہ سے گیارہ کلمات یعنی بَاْسُنَا ضُحٰی اعراف میں اور وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی طٰہٰ میں اور مَا زَکّٰی نور میں اور ضُحٰھَا۔ دَحٰھَا نازعات میں اور ضُحٰھَا۔ تَلٰھَا۔ طَحٰھَا شمس میں اور وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی اور اَلْقُوٰی جہاں آئے یہ سب یاء کی شکل میں لکھے جائیں گے پس جو واؤ الف سے بدلا ہوا ہو وہ الف ہی کے ساتھ مرسوم ہوگا چاہے اسم ہو یا فعل جیسے اَلصَّفَا وغیرہ۔

ALIF

jo YA ki shakal mei ho

- In case of Waqf, ALIF will be recited although written is YAA.

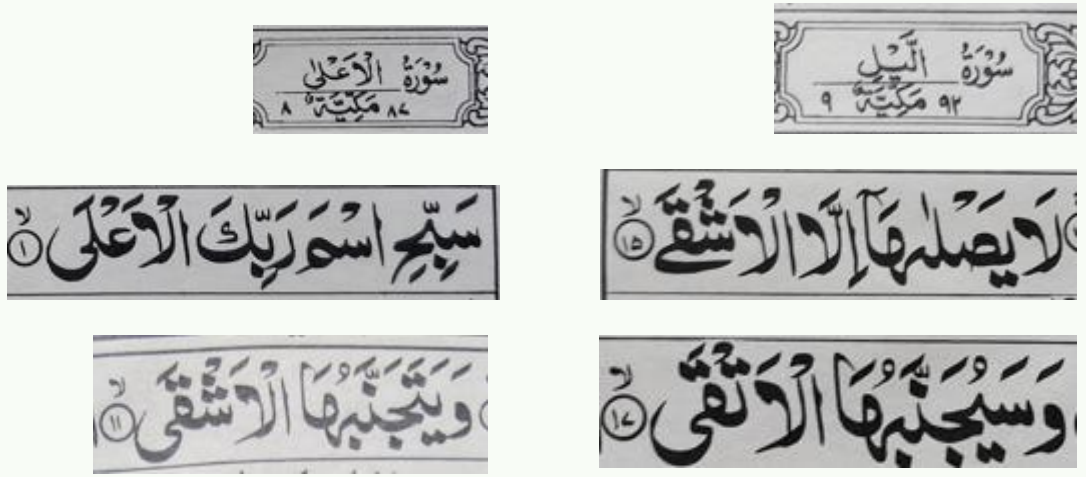

ALIF – not written yet to recite in case of waqf

jo likha hva na ho (tamasil e Rasm)

وقف میں ثابت فی التلفظ

جو حرفِ مد بوجہ تماثل غیر مرسوم ہو اس پر وقف بالاثبات ہوگا

۱۳ جو حرفِ مد بوجہ تماثل غیر مرسوم ہو اس پر وقف بالاثبات ہوگا مثلاً تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ
کے پہلے کلمہ پر وقف کیا گیا تو اثباتِ الف کے ساتھ تَرَآءَا ہوگا۔ جامع الوقف ۱۴

﴿فائدہ زائدہ:﴾ اگرچہ وقف تابع رسم خط کے ہے لیکن موافقت باب کی وجہ سے
مَلْجَاً۔ جُفَآءً پر بھی مثل عَلِيْمًا وغیرہ کے وقف الف ہی کے ساتھ مرسوم ہوگا۔

البتہ اگر تماثل ④ فی الرسم کی وجہ سے غیر مرسوم ہوگا تو اس قسم کا محذوف وقف میں
ثابت ہوگا۔ اس کی مثال (یُحی، یَستَحی، وَاِن تَلوا ،وَلِتَستَو، جَاءَ، مَاءً،
سَوَاءً، تَرَاءَ الجَمعٰنِ)

④ وقف کے اس قاعدۂ مشہورہ سے کہ وقف تابع رسم خط کے ہے کچھ استثناء بیان
کرتے ہیں کہ اگر کوئی حرفِ علت آخر کلمہ سے تماثل فی الرسم کی وجہ سے رسماً محذوف ہوگا تو اسے وقف
میں ثابت فی التلفظ رکھا جائے گا۔

وقف بالاثبات

هٰرُوْنَ اَخِیْ ۝۲۰ اشْدُدْ

حَذْفِ حَرْف : یہ اس وقت ہوگا جب کہ پہلا ساکن مدہ ہو اس وقت پہلا حرفِ مدہ حذف ہوگا جیسے اَخِی o اشْدُدْ وغیرہ۔

- Waqf krei tou , ya madd ada krei gy aur next ayat ko Hamza wasli sy start krei gy.

ا: حذف کرنا

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اس پہلے کو گرا کر پڑھیں گے۔ وَقَالَ الْحَمْدُ، قَالُوْا الْلٰئَ، ذَاقَا الشَّجَرَةَ فِیْ الاَرْضِ وَاسْتَبَقَالْبَابَ جَابُوْا الصَّخْرَ وَاِذَالْکَوَاکِبُ وَ قَالُوا الْحَمْدُ فَذُوْ قُوْ الْعَذَابَ وغیرہ۔

(توضیع) وَقَالَا الْحَمْدُ یہ اصل میں وَ قَالَا اَلْحَمْدُ تھا ہمزہ وصل وسط کلام میں حذف ہوا پھر قالا کے الف اور الحمد کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا پہلا ساکن قاعدہ کے موافق کر دیا گیا۔ تو وَ قَالَا الْحَمْدُ بن گیا اور اسی طرح باقی مثالوں کو بھی سمجھ لیں۔

INCOMPLETE

Add examples

Start of Surahs

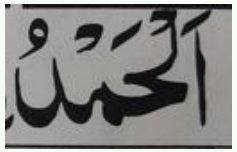

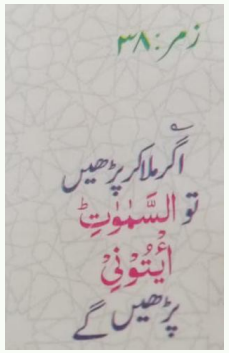

حالت وصل	پارہ مع رکوع	حالت وصل	پارہ مع رکوع	حالت وصل	پارہ مع رکوع
لِاَنْعُمِهٖ اجْتَبٰهُ	پ ۱۳ ع ۲	تَفْرَحُوْنَ ارْجِعْ	پ ۲۴ ع ۶	لَاتُبْصِرُوْنَ اصْلُوْهَا	پ ۲۷ ع ۶
يَخْتَلِفُوْنَ ادْعُ	پ ۱۳ ع ۳	مِنَ الْاٰمِنِيْنَ اسْلُكْ	پ ۱۹ ع ۴	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	پ ۲۵ ع ۴
مَنْشُوْرًا اِقْرَءْ	پ ۱۵ ع ۴	الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ	پ ۲۰ ع ۴	الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَتِ	پ ۲۷ ع ۴
مَحْفُوْظًا اِنْظُرْ	پ ۱۵ ع ۶	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اُتْلُ	پ ۲۱ ع ۱	السَّاعَةُ	
مُقْتَدِرًا اِلٰى كَمَالٍ	پ ۱۵ ع ۶	السَّبِيْلَ ادْعُوْهُمْ	پ ۲۱ ع ۳	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	پ ۲۷ ع ۴
الْعُلٰى الرَّحْمٰنُ	پ ۱۶ ع ۱	رَحِيْمًا اِلَّا النَّبِيُّ	پ ۲۲ ع ۴	الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنُ	
الْكُبْرٰى اذْهَبْ	پ ۱۶ ع ۴	رَسِيْتِ اِلَّا عَمِلُوْا	پ ۲۲ ع ۶	الْبَيَانُ الشَّمْسُ	پ ۲۷ ع ۴
اَخِيْ اشْدُدْ	پ ۱۶ ع ۶	الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا	پ ۲۳ ع ۲	فَسَقُوْنَ اعْمَلُوْا	پ ۲۷ ع ۶
لِنَفْسِيْ اذْهَبْ	پ ۱۶ ع ۶	تُوْعَدُوْنَ اصْلَوْهَا	پ ۲۳ ع ۳	الْجَحِيْمِ اعْلَمُوْا	پ ۲۷ ع ۶
ذِكْرٰى اذْهَبَا	پ ۱۶ ع ۶	تُكَذِّبُوْنَ احْشُرُوْا	پ ۲۳ ع ۶	يَعْمَلُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ ۲۸ ع ۲
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ		اِلَّا نُفُوْرًا اِسْتِكْبَارًا	پ ۲۳ ع ۶	الْكَذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ	پ ۲۸ ع ۲
الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَ	پ ۱۷ ع ۱	يَوْمَ الْحِسَابِ اصْبِرْ	پ ۲۳ ع ۶	اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ	پ ۲۸ ع ۲
عَقِيْمٌ اِلْمُلْكُ	پ ۱۷ ع ۲	عَذَابٍ اِرْكُضْ	پ ۲۳ ع ۶	لَكَذِبُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ ۲۸ ع ۲
ذِكْرُ النَّارِ	پ ۱۷ ع ۳	اِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ	پ ۲۳ ع ۶	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	پ ۲۹ ع ۵
لَقَدِ رُوْنَ ادْفَعْ	پ ۱۷ ع ۶	سُوْءَ الْعَذَابِ النَّارُ	پ ۲۳ ع ۶	الرَّحِيْمِ الْحَاقَّةُ	
تَذَكَّرُوْنَ التَّرَابِيَّةَ	پ ۱۷ ع ۶	تُمْرَحُوْنَ ادْخُلُوْا	پ ۲۴ ع ۲	لِلْمُكَذِّبِيْنَ انْطَلِقُوْا	پ ۲۹ ع ۲
الْمُؤْمِنِيْنَ الزَّانِيْ	پ ۱۸ ع ۱	السَّيِّئَةُ ادْفَعْ	پ ۲۴ ع ۲	تُكَذِّبُوْنَ انْطَلِقُوْا	پ ۲۹ ع ۲
الْحَقُّ الْمُبِيْنُ الْخَبِيْثُ	پ ۱۸ ع ۲	الْقِيٰمَةِ احْمِلُوْا	پ ۲۴ ع ۲	طُوًى اِذْهَبْ	پ ۲۹ ع ۳
مِصْبَاحٌ اِلْمِصْبَاحُ	پ ۱۸ ع ۳	مِنْ سَبِيْلٍ اِسْتَجِيْبُوْا	پ ۲۵ ع ۶	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	پ ۲۹ ع ۳
الزُّجَاجَةُ اِلزُّجَاجَةُ	پ ۱۸ ع ۳	اَلَا يَشْعُرُوْنَ الْاَخِلَّاءُ	پ ۲۵ ع ۶	الرَّحِيْمِ اقْرَاْ	
تَنْزِيْلًا اِلْمُلْكُ	پ ۱۸ ع ۶	مُسْلِمِيْنَ ادْخُلُوْا	پ ۲۵ ع ۶	عَلَقٍ اِقْرَاْ	پ ۳۰ ع ۲
اَلْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ	پ ۱۸ ع ۶	النَّحْوُتِ اسْتُوْنِيْ	پ ۲۶ ع ۱	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	پ ۳۰ ع ۲
مِنَ الْكَذِبِيْنَ اذْهَبْ	پ ۱۹ ع ۲	قُلِيْبٍ اِدْخُلُوْهَا	پ ۲۶ ع ۱	الرَّحِيْمِ الْقَارِعَةُ	
				(ماخوذ از خلاصۃ التجوید)	

وہ الفاظ جن کے شروع کا ہمزہ دوسرے کلمہ کے ملنے سے حذف ہو جاتا ہے

حالت وصل	پارہ مع رکوع	حالت وصل	پارہ مع رکوع	حالت وصل	پارہ مع رکوع
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ	سورۂ فاتحہ	فَتِيْلًا اِنْظُرْ	پ ۵ ع ۴	سَبِيْلًا اِتَّخَذُوْا	پ ۹ ع ۷
نَسْتَعِيْنُ اهْدِنَا	″	ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا	پ ۶ ع ۳	لَا يَفْقَهُوْنَ الْاٰنَ	پ ۱۰ ع ۵
خَيْرًا اِهْبِطُوْا	پ ۱ ع ۴	اَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا	پ ۶ ع ۵	فَسِقُوْنَ اشْتَرَوْا	پ ۱۰ ع ۱۶
يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ	پ ۲ ع ۱	الطَّعَامَ انْظُرْ	پ ۶ ع ۱۴	يُؤْفَكُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ ۱۱ ع ″
فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ	پ ۲ ع ۶	عَلِيْمٌ اِعْلَمُوْا	پ ۷ ع ۴	حَكِيْمٌ اِنْفِرُوْا	پ ۱۱ ع ۱۲
الظّٰلِمِيْنَ الشَّهْرُ	پ ۲ ع ۶	مُشْرِكِيْنَ انْظُرْ	پ ۷ ع ۹	مُجْرِمِيْنَ الْمُنٰفِقُوْنَ	پ ۱۱ ع ۱۵
شَدِيْدُ الْعِقَابِ الْحَجِّ	پ ۲ ع ۶	بِهٖ انْظُرْ	پ ۷ ع ۱۴	اَلِيْمٌ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ	پ ۱۱ ع ۱۶
حَكِيْمٌ اِلطَّلَاقُ	پ ۲ ع ۱۳	بَحْرٍ اِنْظُرْ	پ ۹ ع ۱۴	الْفٰسِقِيْنَ الْاَعْرَابُ	پ ۱۱ ع ۱۷
هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ	پ ۳ ع ۱	مُتَشَابِهٌ اِنْظُرُوْا	پ ۹ ع ۱۶	الْعَظِيْمُ التَّائِبُوْنَ	پ ۱۱ ع ۱۳
حَمِيْدٌ اِلشَّيْطٰنُ	پ ۳ ع ۳	يَعْلَمُوْنَ اتَّبِعْ	پ ۹ ع ۱۹	مُبِيْنٌ اِقْتُلُوْا	پ ۱۲ ع ۱۲
عَذَابَ النَّارِ الصّٰبِرِيْنَ	پ ۴ ع ۱	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اتَّبَعُوْا	پ ۹ ع ۲۰	الْحٰكِمِيْنَ ارْجِعُوْا	پ ۱۳ ع ۴
فَيَكُوْنُ الْحَقُّ	پ ۳ ع ۱۴	بِرَحْمَةٍ اِدْخُلُوْا	پ ۱۳ ع ۴	الرّٰحِمِيْنَ اذْهَبُوْا	پ ۱۳ ع ۴
شَهِيْدًا اِلرِّجَالُ	پ ۵ ع ۶	الْعٰلَمِيْنَ ادْعُوْا	پ ۱۳ ع ۴	وَعُيُوْنٍ اِدْخُلُوْهَا	پ ۱۴ ع ۲

Rasael Arba - Abu al Hasan DEO

ابدال وجوبی

اور جب دو ہمزہ جمع ہوں اور پہلا متحرک دوسرا ساکن ہوتو واجب ⑧ ہے ہمزہ ساکن کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف سے بدلنا مثل (اٰمَنُوا۔اِیمَاناً۔ اُؤتُمِنَ۔ اِیتِ) اور جب پہلا ہمزہ وصلی ہوتو ابتداء ⑨ کی حالت میں ہمزہ ساکنہ بدلا جائے گا ⑩ اور جب ہمزۂ وصلی گر جائے گا تب ابدال نہ ہوگا۔ مثل (اَلَّذِی اؤتُمِنَ، فِی السَّمٰوٰتِ ائتُونِی۔فِرعَون ائتُونِی)

⑧ پہلے جو ابدال کا قاعدہ بیان کیا وہ ابدال جوازی کا ہے اور اب ابدال وجوبی کا قاعدہ بیان کرتے ہیں نیز یہ ابدال تمام قراء کا متفق علیہ ہے اور ابدال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دو ہمزوں کے اجتماع سے تلفظ میں ثقل پیدا ہوتا ہے اور چونکہ دوسرا ہمزہ ساکن اور پہلا متحرک ہے تو اس صورت میں دوسرے ہمزہ کو پہلے کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدلنا باعث خفت فی التلفظ ہے۔ نیز اس صورت میں دوسرا ہمزہ تو ہمیشہ اصلیہ ہوگا کیونکہ ہمزۂ زائدہ ہمیشہ متحرک ہوتا ہے اور پہلا ہمزہ زائدہ ہو گا اور زائدہ میں پھر دو صورتیں ہیں یعنی وصلی بھی ہوسکتا ہے اور قطعی بھی اور ان میں فرق یہ ہوگا کہ اگر پہلا ہمزہ قطعی ہے تو ہمزۂ قطعی چونکہ وصل و ابتداء دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے لہذا ابدال بھی دونوں حالتوں میں ہوگا خواہ اس کلمہ سے ابتداء کی جائے اور خواہ اسے ماقبل سے ملا کر پڑھا جائے جیسے (اٰمَنُوا) اس میں ہر حالت میں ابدال ہوتا ہے اور اگر یہ پہلا ہمزہ وصلی ہے تو ابتداء کی حالت میں چونکہ ہمزۂ وصلی پڑھا جاتا ہے لہذا دو ہمزہ جمع ہوں گے تو ابدال بھی ہوگا اور اگر ماقبل کے ساتھ وصل کیا جائے تو وسط کلام میں چونکہ ہمزۂ وصلی حذف ہو جاتا ہے لہذا دو ہمزوں کا اجتماع بھی نہ ہوگا اور جب دو ہمزہ جمع نہ ہوں گے تو ابدال بھی نہ ہوگا جیسا کہ متن میں اس کی مثالیں مذکور ہیں۔۱۲

⑨ کیونکہ ابتداء میں ہمزہ وصلی پڑھا جاتا ہے تو ابدال کا قاعدہ پایا جائے گا۔۱۲

⑩ یعنی اس کلمہ کے ماقبل سے وصل کی حالت میں اس سے مراد یہی ہے کیونکہ ہمزۂ وصلی وسط کلام ہی میں حذف ہوتا ہے۔ تو ان مذکورہ مثالوں میں اگر اَلَّذِی فِی السَّمٰوٰتِ فِرعَونُ۔ پر وقف کر کے مابعد سے ابتداء کی جائے تو پھر ابدال ہوگا اور اگر وصل کیا جائے تو پھر ابدال نہ ہوگا۔۱۲

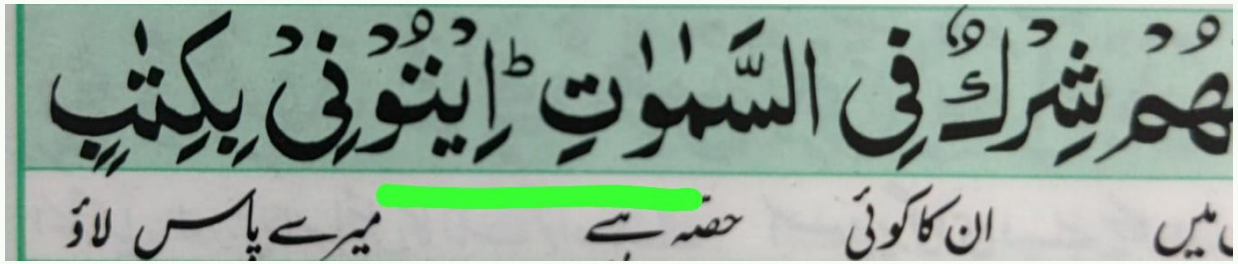

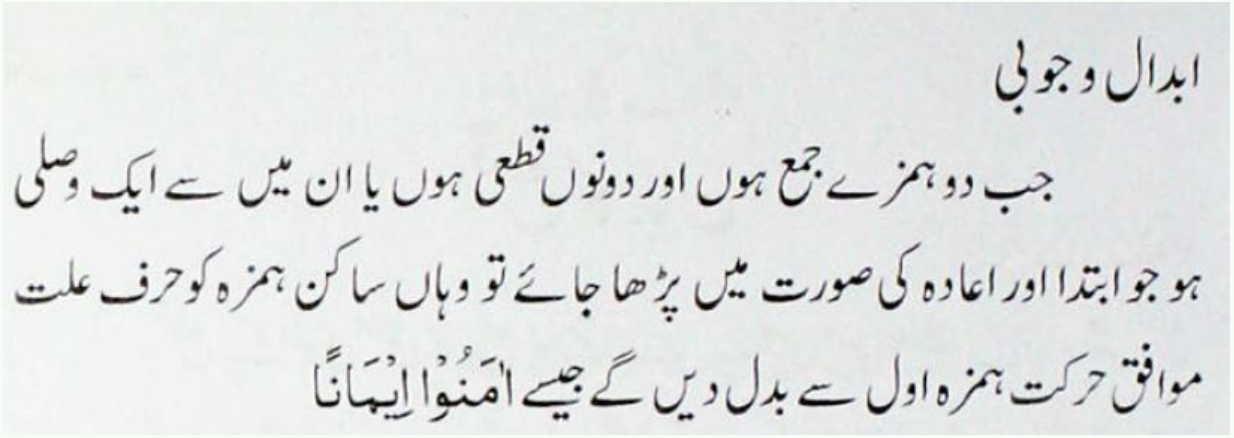

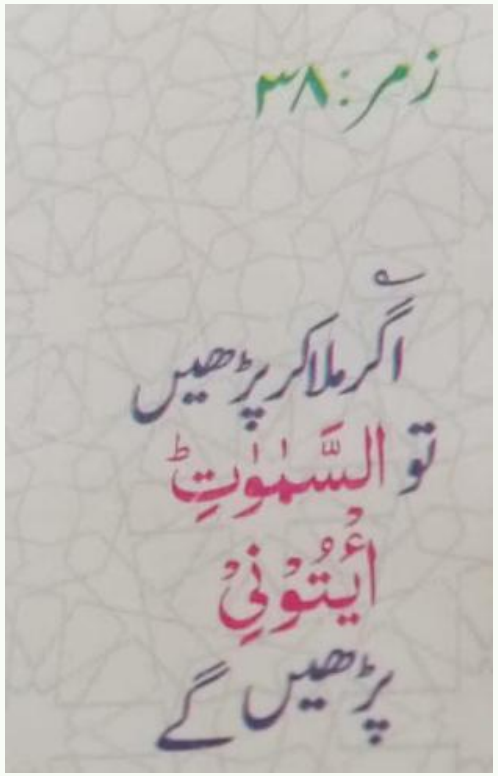

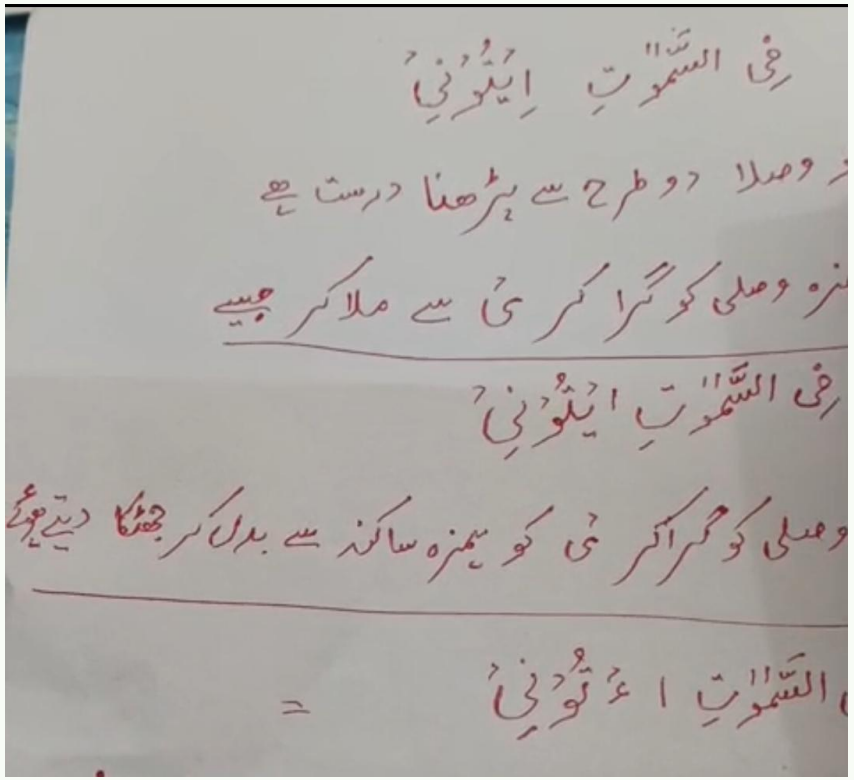

Grammatically two ways.
Source: Mufti Mumtaz Khush-halvi sb.

NEED TO EXPLORE THE RIWAYAT

Method 2 is only mentioned in books of basic Tajved.
So is method 1 is not in Riwayat e hafs or only not widely known?

Category 3:

Hint given for one reciting way only

But no hint for
another allowed reciting style in Riwayat e Hafs.

Some already mentioned in previous slides.

1. Tasmiya sy wasal na krna behtr hai
2. Agli ayat sy bhi na mila kr parhou
3. AAL e Imran wala agli ayat sy mila kr parh sktay hei.

فائدہ : كٓهٰيٰعٓصٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ کے عین اور سین کے نون ساکنہ ملفوظہ میں مدفرعی کے بعد اخفا ہوگا، اور طٰسٓمٓ کے سین کے نون کا میم میں ادغام ہوگا اور

(175) طٰسٓ ۝ تِلْكَ میں وصلا اخفا ہوگا

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ کو پڑھنے کے (۱) وصل اَلِفْ لَامْ مِّيْمَ اللّٰهُ (۲) وقف اَلِفْ لَامْ مِّيْمْ ۝ اَللّٰهُ

(۱) قاعدہ کے خلاف بجائے میم کو مکسور پڑھنے کے مفتوح پڑھنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ کسرہ دینے سے توالی کسرات لازم آئے گا کیوں کہ اس سے قبل یائے مدہ ہے جو دو کسروں کے قائم مقام ہے، اور اس سے پہلے بھی کسرہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کسرہ دینے کی صورت میں لامِ اسم الجلالہ مفخم نہ ہو سکے گا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ میم حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کا سکون لازمی اور بنائی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو باقی رکھا جائے بوجہ مجبوری اس کو باقی نہیں رکھ سکتے تو سکونِ بنائی سے عدول کرنے کے لیے ایسی حرکت کو منتخب کیا جو اخف الحرکات ہے اور وہ فتحہ ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ۔ عفی عنہ۔

Category 3:

"یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ"

"نٓ وَالْقَلَمِ"

روایتِ امام حفص رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی عَلَیْہ بطریقِ شاطبی کے مطابق "یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ" اور "نٓ وَالْقَلَمِ" میں ادغام نہیں ہوگا۔

فائدہ : قاعدہ ہے کہ نون ساکن کے بعد واؤ آئے تو ادغام مع الغنہ ہوتا ہے لیکن یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْآنِ اور نٓ ۝ وَالْقَلَم میں نون ساکن کے بعد اگرچہ واؤ آیا ہے لیکن ان دونوں جگہوں میں روایۃً اظہار ہی ہوگا۔ ہاں! بطریق جزری یہاں ادغام بھی ثابت ہے۔

170

مُستثنٰی کلمات میں ادغام نہ ہونے کی وجہ:

ان کلمات میں ادغام کا قاعدہ پائے جانے کی باوجود ادغام اس لئے نہیں ہوا کہ امامِ حفص رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی عَلَیْہ سے بطریقِ شاطبی رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی عَلَیْہ ان کلمات میں ادغام روایت سے ثابت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ان کو مُستثنٰی قرار دیا ہے۔ "علمِ تجوید" نقل سے ثابت ہے۔ تجوید کا ہر وہ قاعدہ معتبر ہے جو روایت سے ثابت ہے اور جو شخص بغیر روایت کے محض اپنی عقل سے تجوید کا کوئی مسئلہ بیان کرے تو وہ مسئلہ معتبر نہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ وَالْقُرْآن میں اظہار ہوگا اور ادغام بھی ثابت (۲۳) ہے۔

(۲۳) مگر یہ ادغام بطریقِ امام جزری جائز ہے امام شاطبی کے طریق میں صرف اظہار ہے ادغام ثابت نہیں۔ نیز ادغام کی حالت میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ (ن) کی واؤ مدہ اور یٰسٓ میں (س) کی یائے مدہ کو ادا کرتے وقت جتنی دیر اس میں مد کی جائے اس کے ساتھ غنہ کی آواز نہ پیدا ہونی چاہیے بلکہ اس کے بعد جب واؤ مشدد کو ادا کیا جائے گا تو نون کے ادغامِ ناقص کی وجہ سے غنہ پیدا ہوگا اور مد اظہار اور ادغام دونوں حالتوں میں ہوگی فرق اتنا ہے کہ بحالتِ اظہار مدِ لازم حرفی مخفف اور بحالتِ ادغام مدِ لازم حرفی مثقل ہوگی۔ ۱۲

ضُعْفٍ

سورۂ رُوم

3 .....سورۂ رُوم (پارہ ۲۱، رکوع ۹، آیت ۵۴) میں لفظ "ضُعْفٍ" ایک ہی آیت میں تین بار آیا ہے اس کلمے کو بروایتِ حفص ضاد کے زبر "ضَعْفٍ" سے پڑھنا بھی ثابت اور جائز ہے۔ (فیضانِ تجوید)

فائدہ : سورۂ رُوم میں آیۂ کریمہ : اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفاً میں تینوں جگہ لفظ ضعف کے ضادِ مضموم کو بروایت حفص زبر کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن کہیں زبر کہیں پیش، یہ جائز نہیں۔ البتہ لفظ ضعف کو زبر ہی کے ساتھ پڑھنا مختار ہے، کیوں کہ امام حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ضمہ والی روایت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست نہیں پہنچی بلکہ یہ بالواسطہ ثابت ہے۔

!!! برکاتُ الترتیل !!!

اگر روایت حفص رح کے ساتھ قراءۃ عاصم کی بھی نیت ہو تو پھر مذکورہ تینوں کلمات میں فتحہ ہی پڑھنا چاہئے

فیوض مکیہ

Writer is DEO / Njdi

UNSORTED

EXTRA

یائی مرسوم بالف

❁ وہ اسما اور افعال جن کے آخر میں یا ہے مصاحف میں وہ یا ہی سے مرسوم ہیں، خواہ ان کے بعد ضمیر متصل ہو یا نہ ہو، اور خواہ ان کے بعد ساکن ہو یا متحرک۔

جیسے: الموتیٰ - صرعیٰ - طُوبیٰ - إحدیٰ - إِحْدیٰهما - بُشریٰکم - مجریٰها - مرسیٰها وغیرہ۔

EXTRA

اثباتِ یا

ی جو کسی وجہ سے کتابت میں زیادہ ثبت ہوئی وہ درج ذیل مقامات میں ہے۔

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۱	یونس	۱۰	من تلقائِ نفسی	۱۵
۲	نحل	۱۶	وایتائِ ذی القربی	۹۰
۳	طٰہٰ	۲۰	ومن اٰنائِ اللیل	۱۳۰
۴	روم	۳۰	ولقائِ الاٰخرۃ	۱۶
۵	شوریٰ	۴۲	من ورائِ حجاب	۵۱
۶	آل عمران	۳	اَفَائِنْ مَّاتَ	۱۴۴

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۷	انبیاء	۲۱	اَفَائِنْ مِّتَّ	۳۴
۸	ذاریات	۵۱	والسماء بنینٰھا بایدٍ	۴۷
۹	ن والقلم	۶۸	بأیکم المفتون	۶
۱۰	اَنعام	۶	من نَبَائِ المرسلین	۳۴
۱۱	روم	۳۰	بِلقائِ ربّھم	۸

۱۲-۱۳ مَلَائِہ - مَلَائِھم | قرآن میں جہاں بھی ہوں۔

MISC:

Related to Qira’at / Tareeq

نونِ ساکن اور تنوین

(لام، راء) میں ادغام بلاغنہ ④ ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ نون کا ادغامِ ناقص واؤ اور یاء میں اور ادغامِ تام لام، نون، راء میں ہوتا ہے

اور ادغام بالغنہ ⑤ بھی نونِ ساکن اور تنوین میں ثابت ہے، مگر نونِ ساکن ⑥ میں یہ شرط ہے کہ مقطوع یعنی مرسوم ہو اور اگر موصول ہے یعنی مرسوم نہیں ہے تو غنہ جائز نہیں، باقی حروف میں بالغنہ ⑦ ہوگا مثل (مَن يَقُولُ . مِن وَّالٍ . هُدىً لِّلْمُتَّقِينَ . مِن رَّبِّهِم)

⑤ یعنی بطریق جزری ادغام بلاغنہ اور بالغنہ دونوں جائز ہیں اور بطریق شاطبی صرف ادغام بلاغنہ ہے۔۱۲

⑥ یہ شرط صرف نون ساکن میں لگائی ہے کیونکہ نون تنوین تو ہمیشہ غیر مرسوم ہوتا ہے اور یہ شرط اس لیے لگائی ہے کہ ادغام بالغنہ میں نون کی صفتِ غنہ باقی رہے گی جو ذاتِ نون پر دلالت کرے گی لہذا نون کا رسماً موجود ہونا ضروری تھا تاکہ مطابقت رہے۔ نیز راء سے قبل نون ساکن تمام قرآن مجید میں مرسوم ہے البتہ لام سے پہلے بعض جگہ مرسوم اور بعض جگہ غیر مرسوم ہے جس کی تفصیل المقدمة الجزريه اور کتب رسم الخط میں موجود ہے۔۱۲

⑦ ادغام بالغنہ سے مراد ادغامِ ناقص نہ لیا جائے کیونکہ ادغام بالغنہ سے مراد یہ ہے کہ ادغام کے ساتھ غنہ بھی ہو اور ادغامِ ناقص کی یہ تعریف ہے کہ مدغم کی کوئی صفت باقی رکھ کر ادغام کیا جائے تو اگر باقی رہنے والی صفت صفتِ غنہ ہو تو ادغام بالغنہ بھی ہوگا اور اگر کوئی اور صفت ہو تو ادغام بالغنہ نہ ہوگا، ادغامِ ناقص ہوگا۔

چار لفظ یعنی (دُنیَـا . قِـنـوَانٌ . بُنیَـانٌ . صِنوَانٌ) ان میں ادغام نہ ⑧ ہوگا اظہار ہوگا

⑧ دراصل حروفِ یرملون میں نون کے ادغام کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ نون اور حروف یرملون دو کلموں میں ہوں اور ان کلمات میں نون اور واؤ، یاء ایک کلمہ میں ہیں اس لئے ادغام نہ ہوگا اظہار ہوگا، ادغام نہ کرنے کی وجہ کلمہ کے مشابہ مضاعف ہونے کا اندیشہ ہے جیسا کہ علامہ شاطبی فرماتے ہیں:

وعندهما للكل اظهر بكلمة مخافة اشباه المضاعف اثقلا

اور چار الفاظ کی قید اس لیے لگائی ہے کہ ان کے علاوہ قرآن شریف میں اور کوئی لفظ ایسا نہیں جہاں نون اور حرفِ یرملون ایک کلمہ میں جمع ہوں۔۱۲

(يَلْهَثْ ذَّالِكَ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا) میں اظہار[11] بھی ثابت ہے

[11] مگر یہ اظہار بطریقِ جزری ہے، امام شاطبی کے طریق میں صرف ادغام ہے • اظہار جائز نہیں ہے جیسا کہ شاطبیہ میں بابُ حروفِ قَرُبَتْ مخارجھا کے ضمن میں علامہ شاطبی نے بیان فرمایا ہے۔ ۱۲

(يَلْهَثْ ذَّالِكَ، يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا) میں اظہار (۱۱) بھی ثابت ہے۔

(۱۱) مگر یہ اظہار بطریقِ جزری ہے، امام شاطبی کے طریق میں صرف ادغام ہے اظہار جائز نہیں ہے جیسا کہ شاطبیہ میں بَابُ حُرُوفٍ قَرُبَتْ مَخَارِجُهَا کے ضمن میں علامہ شاطبی نے بیان فرمایا ہے۔ ۱۲

ادغامِ ناقص والے کلمات: درج ذیل چار کلمات میں ادغامِ ناقص ہوا ہے:

اَحَطْتُّ ..... بَسَطْتَّ ..... فَرَّطْتُّ..... فَرَّطْتُّم طا کی صفتِ استعلاء باقی ہے

البتہ ''اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ'' میں ''ادغامِ تام'' اور ''ادغامِ ناقص'' دونوں جائز ہیں مگر تامّ ''اَولیٰ'' ہے۔

(فائدہ) نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام (ی) اور (و) میں اور (ط) کا ادغام (ت) میں ناقص (۲۱) ہوگا اور (اَلَم نَخلَقکُّم) میں ادغامِ ناقص بھی جائز ہے مگر ادغام تام اولیٰ (۲۲) ہے

(۲۱) نون کا ادغام واؤ اور یاء میں ناقص اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے مخرج میں اتنا قرب نہیں جتنا لام اور راء کا نون کے ساتھ ہے اور دوسرا ادغامِ ناقص کی حالت میں تلفظ خفیف تر ہے بہ نسبت ادغامِ تام کے اور طاء کا ادغام تاء میں اس لیے ناقص ہوتا ہے کہ طاء اقویٰ ہے تاء سے اور اقویٰ کا ادغام اگر اس سے ضعیف میں کیا جائے تو ناقص ہی ہوتا ہے۔۱۲

(۲۲) ادغامِ تام کی اولویت کی وجہ یہ ہے کہ ادغام میں اصل تام ہے جیسا کہ ادغام کی تعریف سے ظاہر ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ قاف میں ک کی بہ نسبت اس قدر قوت نہیں جتنی کہ طاء میں تاء کی بہ نسبت ہے واللہ اعلم۔۱۲

- ..... آٰلْـٰٔنَ سورۂ یونُس میں دوجگہ
- ..... ءٰآلذَّکَرَیْنِ سورۂ انعام میں دوجگہ
- ..... آللّٰہُ ایک سورۂ یونُس دوسرا سورۂ نمل میں

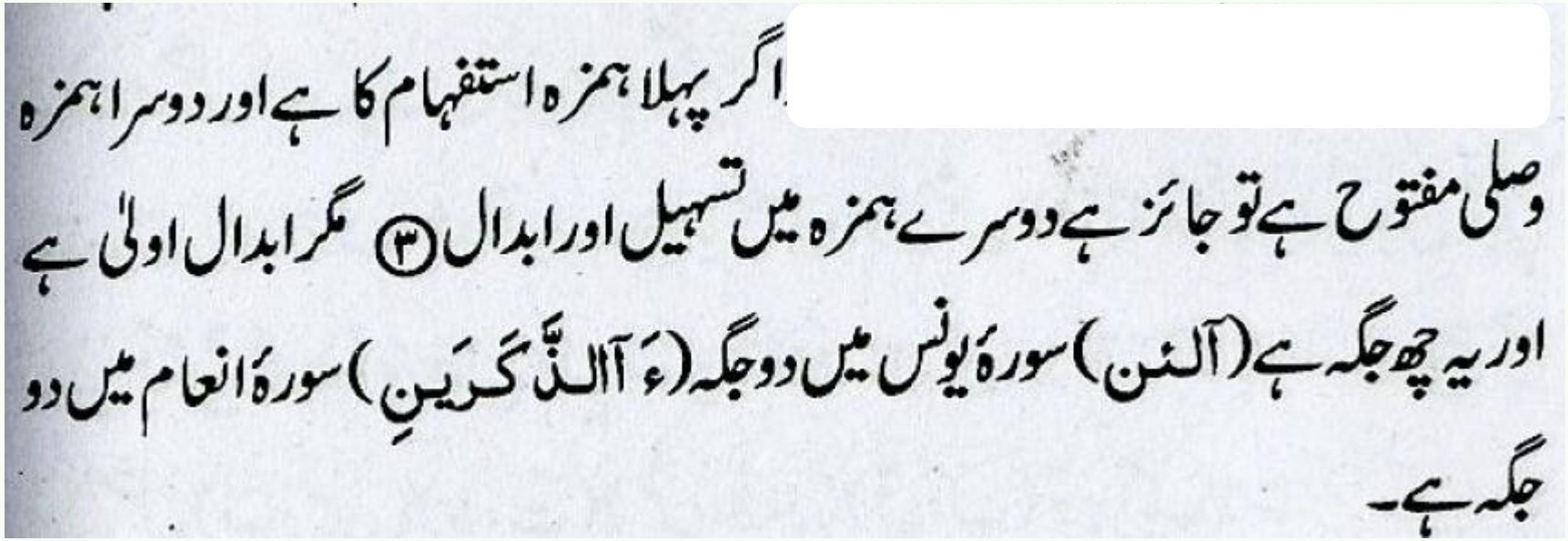

اگر پہلا ہمزہ استفہام کا ہے اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہے تو جائز ہے دوسرے ہمزہ میں تسہیل اور ابدال ③ مگر ابدال اولیٰ ہے اور یہ چھ جگہ ہے (آلئن) سورۂ یونس میں دوجگہ (ءَآلذَّکَرَیْنِ) سورۂ انعام میں دو جگہ ہے۔

اور حفص کی روایت میں ترکِ[۲۷] سکتہ بھی ان مواضع میں ثابت

[۲۷] مگر یہ ترکِ سکتہ مطلقاً ثابت نہیں بلکہ صرف بطریقِ امامِ جزری ہے اور امامِ شاطبی کے طریق میں ترکِ سکتہ جائز نہیں، سکتہ کرنا ضروری ہے۔ ۱۲

(فائدہ) (عِوَجاً قَيِّماً) سورہ کہف میں اور (مَن رَاقٍ) سورہ قیامہ میں اور (بَل رَانَ) سورہ مطففین میں اظہار ہوگا سکتہ (۴۴) کی وجہ سے اور ایک جگہ حفص کی روایت میں اور بھی سکتہ ہے۔

MISC:

حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حرفوں کے مدغم اور مدغم فیہ

MISC:

حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حرفوں کے مدغم اور مدغم فیہ

ہندوستان میں چونکہ روایت حفص ہی بکثرت پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے، اس لیے قرآن مجید میں وقوع کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ جملہ ۲۹ حرفوں کا ادغام بیان کردیا جائے تاکہ محل ادغام سمجھنے میں آسانی ہو۔ حروف ہجائیہ کی ترتیب سے حسب ذیل مواقع ذکر کیے جاتے ہیں :

الف: یہ حرف قرآن میں نہ مدغم ہے اور نہ مدغم فیہ۔

ب: مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے اِذْهَبْ بِّكِتَابِي هٰذَا ۔مجانس میں مدغم ہے جیسے اِرْكَبْ مَّعَنَا بطریق شاطبی اور بطریق جزری اظہار ہے۔

ت: مماثل میں ہر جگہ مدغم اور مدغم فیہ ہے جیسے فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُم وغیرہ اور اپنے مجانس میں صرف دال اور طا میں مدغم ہے جیسے اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا اور آمَنَتْ طَّائِفَة وغیرہ۔ اور دال، طا کا مدغم فیہ بھی ہے جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ اور فَرَّطْتُّم وغیرہ۔ اور اپنے مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَالتِّيْنِ وغیرہ۔

ث: اپنے مجانس ذال میں مدغم ہے جیسے يَلْهَثْ ذَّالِكَ بطریق شاطبی یہ صرف ایک جگہ ہے اور اپنے مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَ الثَّمَرٰتِ

وغیرہ، مگر مماثل کی مثال کلام اللہ میں نہیں ہے۔

ج: نہ مدغم اور نہ مدغم فیہ ہے۔

ح: نہ مدغم، نہ مدغم فیہ۔

خ: نہ مدغم، نہ مدغم فیہ۔

د: مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے قَدْ دَّخَلُوْا۔ مجانس میں تا کا مدغم ہے۔ جیسے لَقَدْ تَّقَطَّعَ وغیرہ۔ اور مدغم فیہ بھی ہوگا جیسے اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمْ ۔ اور مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ بھی ہے جیسے اَلدَّاعِيْ وغیرہ۔

ذ: اپنے مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے اِذْ ذَّهَبَ۔ اپنے مجانس میں ظا کا مدغم ہے جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا اور ثا کا مدغم فیہ ہے جیسے يَلْهَثْ ذَّالِكَ ۔ اور اپنے مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے مثل وَالذّٰرِيٰتِ وغیرہ۔

ر: مماثل میں مدغم اور مدغم فیہ ہے مثل وَاذْكُرْ رَّبَّكَ ۔ مقارب میں لام تعریف وغیرہ کا مدغم فیہ ہے مثل اَلرَّحْمٰن اور قُلْ رَّبِّ وغیرہ۔ نیز نونِ ساکنہ وتنوین کا مدغم فیہ بھی ہے مثل مِنْ رِّجَالِكُمْ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وغیرہ۔

ز: یہ مماثل ومجانس میں نہ مدغم اور نہ مدغم فیہ ہے۔ البتہ اپنے مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے اَلزَّبُوْر وغیرہ۔

س: یہ حرف صرف اپنے مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَاَمَّا السَّائِل وغیرہ اپنے مماثل ومجانس میں نہ مدغم ہے نہ مدغم فیہ ہے۔

ش: معجمہ یہ صرف اپنے مقارب ہی میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَالشَّجَر وغیرہ

ص: یہ صرف اپنے مقارب میں ہی لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَالصَّآفَّاتِ وغیرہ

ض: یہ صرف اپنے مقارب میں ہی لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَلَا الضَّالِّيْن وغیرہ

ط: اپنے مجانس میں صرف تا کا مدغم فیہ ہے جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَة اور تا میں مدغم ہے جیسے اَحَطْتُ وغیرہ۔ اپنے مقارب میں لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے

وَالطَّارِق وغیرہ۔

ظ: اپنے مجانس میں صرف ذال کا مدغم فیہ ہے جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا ۔ اور اپنے مقارب لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے اَلظّٰلِمِيْن وغیرہ۔

ع: صرف اپنے مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْه ۔

غ: نہ مدغم، نہ مدغم فیہ۔

ف: صرف اپنے مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْل۔

ق: صرف اپنے مقارب میں ایک جگہ مدغم ہے جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ۔

ک: مماثل میں مدغم فیہ ہے جیسے يُدْرِكْكُمُ الْمَوْت۔ مقارب میں صرف قاف کا مدغم فیہ ہے جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ۔

ل: مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے بَلْ لَّا تُكْرِمُوْن ۔ مقارب میں را کا مدغم ہے جیسے قُلْ رَّبِّ ۔ اور نون کا مدغم فیہ بھی ہے جیسے اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

م: مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے اِرْكَبْ مَّعَنَا ۔ اور اپنے مقارب میں نون کا مدغم فیہ ہے جیسے مِنْ مَّارِجٍ اور كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاء وغیرہ۔

ن: مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے مَنْ نَّشَآءُ وغیرہ۔ اور مقارب میں یرملو کے پانچ حرفوں میں مدغم اور لام تعریف کا مدغم فیہ ہے جیسے وَالنَّاس وغیرہ۔

و: مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے وَعَصَوا وَّكَانُوْا وغیرہ۔ اور مقارب میں صرف نون کا مدغم فیہ ہے جیسے مِنْ وَّال وغیرہ۔

ہ: اپنے مماثل میں مدغم ومدغم فیہ ہے جیسے مَالِيَهْ هَلَكَ وغیرہ۔

ء: نہ مدغم، نہ مدغم فیہ۔

ی: صرف اپنے مقارب میں نون کا مدغم فیہ ہے جیسے مَنْ يَّشَاء وغیرہ۔

فائدہ: واؤ اور یا مدہ کا ادغام امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں کہیں نہیں ہے۔

DEO - تحفۂ مدرسین

راکے پر

تنبیہ.... بعض لوگ اُولِی الْاَرْبَۃِ (پ۱۸) کے را کو پُر پڑھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ را ساکن سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر اصلی ہے۔

درج ذیل راءات پُر پڑھی جاتی ہیں

آیات	پارہ	رکوع	سورۃ	رکوع
اِنِ ارْ تَبْتُمْ	۷	۴	مائدہ	۱۴
اِرْکَبْ مَّعَنَا	۱۲	۴	ھود	۴
اِرْجِعُوْا	۱۳	۴	یوسف	۱۰
رَبِّ ارْحَمْھُمَا	۱۵	۳	بنی اسرائیل	۳
لِمَنِ ارْتَضٰی	۱۸	۲	انبیاء	۲
رَبِّ ارْجِعُوْنِ	۱۸	۶	مؤمنون	۶
اَمِ ارْتَابُوْا	۱۸	۱۲	نور	۶
اَلَّذِیْ ارْتَضٰی	۱۸	۱۳	نور	۷
اِرْجِعْ	۱۹	۱۸	نمل	۳
مَنِ ارْتَضٰی	۲۹	۱۲	جن	۲
اِنِ ارْ تَبْتُمْ	۲۸	۱۷	طلاق	۱
اِرْجِعِیْ	۳۰	۱۴	فجر	۱